# اللہ کیا ہے؟

# 14 (معصومینؑ) کیا ہیں؟

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

علیؑ

سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا

امام حسنؑ

امام حسینؑ

زین العابدینؑ

امام محمد باقرؑ

جعفر صادقؑ

امام موسیٰ کاظمؑ

امام علی رضاؑ

امام محمد تقیؑ

امام علی نقیؑ

امام حسن عسکریؑ

امام محمد مہدی آخر الزمانؑ

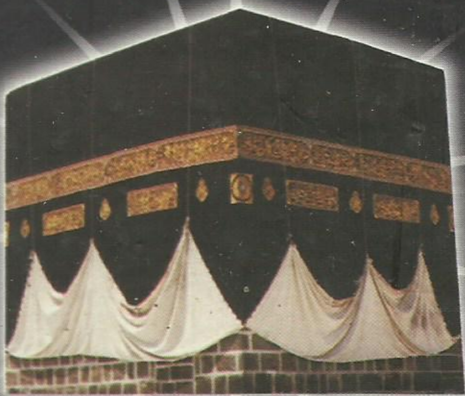


رئیس الحفاظ

علامہ حافظ تصدق حسین (لاہور)



ناشر

بقیۃ اللہ پبلیکیشنز گجرات

Cell: 0333-3360786



Presented by Ziaraat.Com

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ہیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔

منجانب۔

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدرآباد پاکستان

Presented by Ziaraat.Com

۷۸۶

۹۲-۱۱۰

یا صاحب الزماں ادرکنیؑ

DVD Version

Knowledge for All

SABIL-E-SAKINA

یا عباسؑ

# لبیک یا حسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس

رضوان رضوی

## اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری ۔

NOT FOR COMMERCIAL

www.ziaraat.com

SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com

Presented by Ziaraat.Com

# اللہ کیا ہے؟

# چودہ معصومینؑ کیا ہیں؟

مجموعۂ تقاریر رئیس الحفاظ

علامہ حافظ تصدق حسین صاحب (لاہور)

پیش کش

مخدوم سیّد فخر امام کاظمی

ناشر

بقیۃ اللہ پبلیکیشنز گجرات

0333-3360786

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: ادب ہے؟ وہ کیا ہیں؟

تحریر: علامہ حافظ تصدق حسین (لاہور)

پیشکش: سگ در بتول

زیر اہتمام: مخدوم سید ظفر ا مرتضیٰ

کمپوزنگ: خوشی گرافکس Khashi Ghrapies

اشاعت اول: ۱۵ شعبان المعظم جون 2013ء

قیمت: 200 روپے

ناشر: بقیۃ اللہ جی کمیشن گجرات

ملنے کا پتہ:

☆ افتخار بک ڈپو اسلام پورہ لاہور

☆۔ القائم بک ڈپو، کربلا گامے شاہ لاہور۔

☆ ضامن بک ڈپو کربلا گامے شاہ لاہور

☆۔ محفوظ بک ایجنسی مارٹن روڈ کراچی

☆۔ رحمت اللہ بک ایجنسی کھارادر کراچی

☆۔ القائم بک ڈپو، بھون روڈ چکوال

☆۔ اسد بک ڈپو قدم گاہ مولا علیؑ حیدر آباد

☆۔ بخاری بک ڈپو لیہ

☆۔ محسن چوہان بک ڈپو دربار بی بی پاک دامن لاہور۔

☆ گردیزی لائبریری ملتان 0345-7222948

Pres t.Com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# فہرست


| | |
|---|---|
| پیش لفظ | 4 |
| کلام | 5 |
| دعا معرفت امام زمانہ | 6 |
| پہلی مجلس | 7 |
| دوسری مجلس | 24 |
| تیسری مجلس | 42 |
| چوتھی مجلس | 54 |
| پانچویں مجلس | 67 |
| چھٹی مجلس | 78 |
| ساتویں مجلس | 91 |
| آٹھویں مجلس | 102 |
| نویں مجلس | 113 |


0345-4409440

## پیش لفظ

حمد ہے اُس ارحم الرحمین ذاتِ واجب الوجود کی کہ جس کے یدِ قدرت میں جانِ عالمین ہے۔

علامہ حافظ تصدق حسین صاحب کا نام کسی بھی تعارف کا محتاج نہیں ہے علامہ صاحب نے پوری دنیا میں معرفت آئمہ معصومینؑ کے حوالے سے ایمان افروز تقاریر کیں جن سے نہ صرف پاکستان بلکہ یورپ بھر کے مومنین نے بھی استفادہ حاصل کیا۔
ہماری دعا ہے کہ مرشد حقیقی علامہ صاحب کو ہر لحہ اپنے حفظ وامان میں رکھیں۔
میں ناچیز صرف اتنا ہی کہوں گا

دولت کی طلب نہ شادکامی سے غرض
رسوائی کا ڈر نہ نیک نامی سے غرض
شاہوں کو مُبارک ہوں بادشاہی
مولائی کو مولاؑ کی غلامی سے غرض

**سگ درِ بتولؑ**

مخدوم سید فخر امام کاظمی (حیدر کالونی گجرات)

میرا عشق محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

میری عبادت اسم بتول سلام اللہ علیہا

میرا پیار مولا علی علیہ السلام

میری مسکراہٹ مولا حسن علیہ السلام

میری چاہت مولا حسین علیہ السلام

میری محبت مولا زین العابدین علیہ السلام

میری زندگی مولا محمد باقر علیہ السلام

میری سوچ مولا جعفر صادق علیہ السلام

میری فکر مولا موسیٰ کاظم علیہ السلام

میرا ایمان مولا علی رضا علیہ السلام

میری جان مولا محمد تقی علیہ السلام

میرا راز مولا علی نقی علیہ السلام

میری آرزو مولا حسن عسکری علیہ السلام

میری آخری تمنا دیدارِ امام مہدی عجل اللہ فرجہ الشریف

ہدیۂ عقیدت

بقیۃ اللہ پبلیکیشنز گجرات

# دعائے معرفتِ امامِ زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِيْ نَفْسَكَ فَاِنَّكَ اِنْ لَمْ
تُعَرِّفْنِيْ نَفْسَكَ لَمْ اَعْرِفْ نَبِيَّكَ
اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِيْ نَبِيَّكَ فَاِنَّكَ اِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِيْ
نَبِيَّكَ لَمْ اَعْرِفْ حُجَّتَكَ اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِيْ
حُجَّتَكَ فَاِنَّكَ اِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِيْ حُجَّتَكَ
ضَلَلْتُ عَنْ دِيْنِيْ

ترجمہ: ''اے اللہ! تو مجھے اپنی ذات کی پہچان عطا فرما پس اگر تو نے اپنی ذات کی پہچان عطا نہ کی تو میں نبیؐ کو پہچان نہیں سکوں گا۔ اے اللہ مجھے اپنے نبیؐ کی پہچان عطا کر پس اگر تو نے مجھے اپنے نبی کی معرفت عطا نہ کی تو میں تیری حجت (امام مہدیؑ) کو نہیں پہچان سکوں گا۔ اے اللہ! مجھے اپنی حجت (امام مہدیؑ) کی معرفت عطا فرما پس اگر تو نے مجھے اپنی حجت کی معرفت عطا نہ کی تو میں اپنے دین سے گمراہ ہو جاؤں گا۔''

# پہلی مجلس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّکَانَ عَرْشُهٗ عَلَی الْمَآءِ.

سورہ ھود آیت نمبر ۷

مَیں نے آپ کے سامنے بارھواں پارہ سورۃ ہود کی سات نمبر آیت کی تلاوت کی ہے۔

انشاءاللہ

اِن دس دنوں میں یہ بتاؤں گا کہ اللہ کیا ہے اور چودہؑ کیا ہیں۔؟

اس اللہ کو اللہ کس نے منوایا ہے؟

اللہ نے خود اپنے آپ کو نہیں منوایا، اللہ میں خود اپنے آپ کو منوانے کی صلاحیت ہی نہیں ہے کیونکہ وہ اللہ ہے۔

خدا کی قسم!

اللہ نے چودہؑ کو اللہ تو نہیں بنایا مگر بنایا اپنے جیسا ہے۔

بابا!

کتنا بڑا کمال ہے، اللہ کمال ہے، کمال ہو کے ذات ہے وجود نہیں۔

خدا کی قسم۔۔۔!

یہ اللہ کا کمال ہے کہ ذات کا ثبوت وجود کو بنایا ہے۔ چودہ وجود ہیں، کمال یہ ہے کہ دیکھے یہ گئے منا نادہ گیا۔

توجہ۔۔۔!

دیکھے یہ گئے، نظر یہ آئے منا نادہ گیا۔

دُنیا والو۔!

جن کے دیکھنے سے وہ منا جائے وہی وجہ اللہ ہوتا ہے۔ (نعرہ حیدری)

انشاء اللہ !

اِن دس دنوں میں جو مجالس ہوں گی ان کے لئے مَیں نے وہ آیت کریمہ منتخب کی ہے۔ اس پر کبھی کسی عالم نے گفتگو کی ہی نہیں۔ تو جتنے بھی پوشیدہ کمالات ہیں ان تمام پوشیدہ کمالات کو آپ کے سامنے لے کر آنا ہے۔

بہر حال!

بارہویں پارہ، سورۃ ھود کی آیت نمبر سات میں ارشاد ہو رہا ہے۔

وَهُوَ الَّذِیْ ۔(سورہ ھود آیت ۷)

اور وہ وہ ہے۔

"وَ" کے معنی "اور" ہیں۔

"اور" کو سمجھتے ہیں۔؟

کبھی سُنا ہے "اور" آپ نے؟

اگر سُنا نہیں ہے، تو خواہش ہے اور؟

اگر جانتے نہیں ہیں کہ خواہش ہو، اور ہو۔

بھئی!

جس کا "اور" ہی ختم نہ ہو اُسے اللہ کہتے ہیں۔لیکن جب اللہ اپنے اللہ ہونے کو شروع کرتا ہے تو پہلے" و "لگاتا ہے، جب عالمین کی بات کرتا ہے تو" و "لگاتا ہے۔معنی کیا؟اِس کا معنی یہ ہے کہ ان جیسے مَیں اور بھی بنا سکتا ہوں۔

جب چودہ" کی بات آتی ہے پھر" و "نہیں لگاتا کہتا ہے کہ اور بنیں گے ہی نہیں۔(نعرہ حیدری)

نہ ایسے مَیں نے پھر بنانے ہیں، نہ بن سکتے ہیں۔بہرحال ارشاد ہو رہا ہے وَ هُوَ ا لَّذِی ۔اور وہ وہ ہے۔اس پر مَیں نے کئی عشرے پڑھے ہیں۔

اور وہ وہ ہے۔میرے بھائیو !" و "سے شروع ہوا" و "پہ ختم ہوا بس !وہی جانے" وہ "کیا ہے۔

" وہ "سے شروع ہوا" وہ "پہ ختم ہوا۔میرے بھائیو۔

اللہ " وہ "نہیں کہہ سکتا چونکہ دوسرا " وہ "ہے نہیں۔اور وہ وہ ہے۔

اس " وہ "کو کون بیان کرتا ہے؟

انبیاءؑ الوہیت کے مکلف ہیں۔انبیاءؑ الوہیت بتاتے ہیں۔

لا الہ الا اللّٰہ و عیسٰی روح اللّٰہ

لا الہ الا اللّٰہ و موسیٰ کلیم اللّٰہ۔

انبیاءؑ الوہیت بتاتے ہیں۔آلِ محمدؐ ھویت بتاتے ہیں اس لئے مولا علی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

یا ھُو۔۔۔۔۔اے وہ !

من لا یعلم ما ھو۔کوئی نہیں جانتا کہ " ھُو " کیا ہے۔

توجہ: مولا علی علیہ السلام العلم ذاته و لا معلوم۔علم اس کی ذات ہے وہ معلوم نہیں ہے۔قدرت اُس کی ذات ہے وہ مقدور نہیں ہے اُسے کسی نے قدرت نہیں دی۔

فرمایا فلما احدث ال شیاء فھو معلوم۔جب اُس نے پیدا کیا تو تب پتہ چلا کہ وہ ہے۔بس! ارشاد ہوا وَ ھُوَ الَّذِیْ۔اور وہ وہ ہے۔کیا ہے ؟ خلق السموات(سورہ ھود آیت ۷)اس نے آسمانوں کو پیدا کیا ایک آسمان کو نہیں، پتہ نہیں کتنے آسمانوں کو پیدا کیا، خدا جانے یہ آسمان کتنے لمبے چوڑے ہیں۔کہاں سے آسمان شروع ہوتے ہیں، اور کہاں تک چلے جاتے ہیں کوئی پتہ نہیں، اتنے بڑے سات آسمانوں کو۔فرمایا: مَیں نے بغیر ستونوں کے بنایا ہے۔دیکھیں یہ چھت ہے کتنی بڑی، دو چار کنال کی چھت آپ نے بنائی، اس کے لیے کتنے ستون بنائے لیکن اللہ نے سات آسمان بنائے۔ان کا کوئی ستون نہیں ہے۔

پوچھا گیا : مولاؑ! جب یہ ستون ہی نہیں ہیں تو پھر قائم کیسے ہیں ؟

مولا علی علیہ السلام نے فرمایا: جب اللہ نے آسمان بنائے تو یہ مضطرب تھے، ہل رہے تھے لیکن جب ہم چودہؑ کے نام لکھے گئے تو ساکن ہو گئے۔(نعرہ حیدری)

اِن چودہؑ کے نام جب آسمانوں پر لکھے گئے تو یہ ساکن ہو گئے۔اس نے آسمانوں کو پیدا کیا و الارض اور زمین کو پیدا کیا فی ستتہ ایام چھ دنوں میں۔

اے اللہ ! تیرا آسمان تو ابھی بن رہا ہے زمین ابھی بن رہی ہے، زمین و آسمان بنیں

کے تو پھر سورج بنے گا۔ پھر چاند بنے گا۔ جب یہ ڈوبیں گے، طلوع ہوں گے پھر رات اور دن بنیں گے، دن تو ابھی بنے نہیں یہ چھ کہاں سے آئے ؟

معلوم ہوا کہ اللہ کے دن ان رات اور دن کی رفتار کے محتاج نہیں ہیں، ایسے دن اس کے ہیں کہ شمس وقمر بھی نہیں ہیں بھی ہیں۔ میرے بھائیو !جب آسمان اور زمین بن رہے تھے تو ارشاد فرمایا :

وکان عرشه علی الماء ۔اس وقت اللہ کا عرش پانی پر تھا کیا معلوم ہوا ؟

جب آسمان اور زمین بن رہے تھے اس وقت عرش بھی موجود تھا، پانی بھی موجود تھا۔ پوچھا گیا: مولاؑ ! کیا مطلب ہوا؟

فرمایا: اس پانی نے عرش کو اٹھایا ہوا تھا۔ عرش محمول تھا، پانی حامل تھا۔ اس لئے اللہ نے لفظیں ایسی لگائیں تا کہ دُنیا والوں کو جب سمجھ نہ آئے تو آلِ محمدؐ کے دروازے پر آئیں۔ (نعرہ حیدری)

بہرحال!

جب آسمان اور زمین بن رہے تھے تو فرمایا کان عرشه علی الماء ۔ (سورہ ھود، آیت ۷) اس وقت اللہ کا عرش پانی پر تھا۔

آدمیوں نے آکر پوچھا! مولاؑ ۔ یہ اللہ کا عرش پانی پر تھا یہ عرش کیا تھا اور یہ پانی کیا تھا ؟ امامؑ نے فرمایا: یہ بتاؤ کہ جمہور کیا کہتے ہیں ؟ لوگ کیا کہتے ہیں ؟

انھوں نے کہا: مولاؑ لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ اللہ عرش پہ بیٹھا ہوا ہے، عرش نے اللہ کو اُٹھایا ہوا ہے امام علیہ السلام نے فرمایا: کتنے جاہل ہیں یہ لوگ جو ایسی باتیں کرتے ہیں

سارے اللہ اگر بیٹھنے والا ہو تو اللہ کیسے رہا۔ اگر عرش نے اللہ کو اُٹھایا ہوا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ عرش طاقتور ہے، اللہ سے جس نے اللہ کو بھی اٹھایا ہوا ہے۔ اور پھر اللہ اور عرش دونوں سے زیادہ طاقتور پانی ہے جس نے دونوں کو اُٹھایا ہوا ہے ؟۔

میرے بھائیو !

جب ان لوگوں کو سمجھ آئی نہ کہ یہ تو ہمارا عقیدہ و نظریہ غلط ہے اللہ تو بیٹھنے والی ذات ہی نہیں ہے۔

سرکار علیہ السلام نے فرمایا: دیکھو ! اللہ کا عرش کوئی لکڑی یا لوہے کا تخت نہیں ہے جس پہ اللہ بیٹھ جائے لوگوں نے کہا: مولاؑ ! پھر وہ عرش کیا ہے ؟

فرمایا : عرش سے مُراد اللہ کا عِلم ہے پھر الماء نے عِلم کو اس وقت اٹھایا ہوا تھا جب ابھی آسمان بھی نہیں بنے تھے، زمینیں بھی نہیں بنی تھیں۔ جب انہیں پتہ لگ گیا نا کہ عرش سے مراد اللہ کا عِلم ہے تو اب انھوں نے مل کر کہا: مولاؑ ! الماء سے مراد کیا ہے، جس نے عِلم کو اٹھایا ہوا ہے ؟

میرے امام علیہ السلام نے فرمایا : الماء ہم آلِ محمدؐ ہیں۔ (نعرہ حیدری)

فرمایا: الماء سے مراد ہم آلِ محمدؐ ہیں۔ یہ آسمانوں اور زمین کے بننے سے پہلے ہم اللہ کے عِلم کے حامل تھے، ہم اس وقت سے حامل تھے جب نہ آسمان تھے، نہ زمین تھی اس وقت سے ہم علم کو اُٹھانے والے ہیں، اللہ کے علم کے حامل ہیں۔ ایک شخص نے کہا مولاؑ ! آسمان اور زمین سے کتنا پہلے اللہ کا عرش اس الماء پر تھا؟ کتنا پہلے آلِ محمدؐ اس عِلم کو اٹھانے والے تھے ؟ امام علیہ السلام نے فرمایا تجھ میں گننے کی طاقت ہی نہیں ہے۔ تو گن نہیں سکتا۔

اس نے کہا :مولاؑ! عقل سے ہی گننے کے لئے، عقل سے ہی حساب کرنے کے لئے؟

فرمایا :تیرا حساب ہی ختم ہو جائیگا۔اس نے کہا ۔کیسے ؟سرکارؑ نے فرمایا: مَیں ایک مثال دیتا ہوں اُس سے سمجھ کہ مشرق سے لیکر مغرب تک،شمال سے لے کر جنوب تک اور آسمان سے لیکر زمین پر،کل فضاء کو خشخاش کے دانوں سے بھر دیا جائے اور تجھے کہہ دیا جائے کہ ان کو ایک ایک کر کے گن۔بس جتنی مدت میں تو پورے دانوں کو گنے گا اس سے ستر ہزار گنا پہلے ہم حامل علم الہیٰ تھے۔(نعرہ حیدری)

یہ ہیں آلِ محمدؐ ۔

فرمایا :ہم اللہ کے علم کو اُٹھانے والے تھے ؟

کب سے ؟

فرمایا :ابھی تو گن نہیں سکتا۔

بھئی !!!

ایسا نہ کیا کریں کہ آلِ محمدؐ کب سے ہیں ؟ارے" کب "زمانے میں آتا ہے آلِ محمدؐ زمانے سے پہلے ہیں۔یہ امامؑ زمانہ ہیں۔

بس کان عرشہ علی الماء ۔اللہ کا عرش پانی پر تھا۔عرش سے کیا مراد ہے ؟ علم ۔حاملین علم کون ہیں؟ آلِ محمدؐ ۔جب سے علم ہے،تب سے آلِ محمدؐ ہیں۔جب سے آلِ محمدؐ ہیں۔تب سے علم ہے اور اس علم کا نام ہے عرش۔

میرے بھائیو! اللہ کے دو علم ہیں۔

(۱)۔عرش (۲)۔کرسی

ارے بھئی۔۔۔کرسی شے نہیں ہے جس پر اللہ بیٹھا ہوا ہے، بلکہ کرسی سے مُراد اللہ کا علم ہے، وہ بھی میں بتاؤں گا۔آج تو آپ کو بتایا ہے کہ عرش اللہ کا علم ہے۔دیکھیں عرش علم ہے، جب اللہ عرش کا علم دینا چاہتا ہے تو اس کے لئے علمی مرحلے ہیں اور یہ علمی مرحلے میں سناتا ہوں آپ کو دیکھو۔جب اللہ علم دینا چاہتا ہے تو پہلے علم اس کے علم میں ہوتا ہے۔علم۔مشیت۔ارادہ۔قدر۔اور قضاء علم اس کے علم میں ہوتا ہے، وہی علم مشیت میں آتا ہے یہ کہلاتی ہے مشیتِ علمی، پھر مشیت سے گزر کر ارادے میں آتا ہے، یہ ارادہِ علمی ہے۔

پوچھا گیا :مولاؑ ! اللہ کی مشیت کیا ہے ؟

فرمایا :اللہ کے اندرونی ارادے کا نام مشیت ہے۔اللہ کی اندرونی طلب کا نام مشیت ہے اور ظاہری طلب کا نام ارادہ ہے۔اللہ کی مشیت بھی ہم ہیں اور اللہ کا ارادہ بھی ہم ہیں۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

دیکھیے !

پہلے شے علم میں آتی ہے، علم تو اس کی عین ذات ہے، اللہ کی ذات کیا ہے ؟
عین علم۔علم وہاں ذات ہے، صفت نہیں ہے اگر اللہ کے ہاں صفت ہو جائے علم تو اللہ موصوف ہو جائیگا۔صفت اور موصوف ایک دوسرے کے غیر ہوتے ہیں جو غیروں سے ملکر بنے وہ اللہ نہیں ہوتا۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

توجہ۔۔۔!

اللہ نہ صفت ہے، نہ موصوف ہے بلکہ اللہ خالق صفت ہے۔خالق موصوف ہے۔اللہ نے اپنی ذات رکھی ہے۔اپنی صفات آلِ محمدؐ کو دے کے انھیں موصوف بنایا

Pres... Com

ہے۔صفت اُس کی ہوتی ہے۔ظاہر ان سے ہوتی ہے۔

مظہر یہ ہیں۔۔۔(نعرہ حیدری)

میرے بھائیو۔۔!اَب اللہ عِلم دینا چاہتا ہے۔پہلے شئی علم میں آ گی، پھر مشیت میں آتی دیکھئے۔جو عِلم ہے وہی مشیت ہے، جو مشیت ہے وہی اِرادہ ہے، جو ارادہ ہے وہی تقدیر ہے۔توجہ !عِلم سے کس میں آیا ؟ مشیت میں۔مشیت کے بعد ؟ اِرادہ۔اِرادے کے بعد ؟قدر۔اس کو تقدیر بھی کہتے ہیں۔تو وہ عِلم کس میں آیا۔؟ تقدیرِ علمی میں۔ارادہ علمی میں۔مشیت علمی میں آنے کے بعد تقدیر میں آیا، تقدیر کے بعد آیا قضاء میں، قضاء کہتے ہیں فیصلے کو۔توجہ! جب آ گیا نا قضاءِ علمی میں، اب عِلم دیتا ہے، یہاں آ کے عِلم کے دو حصّے ہو جاتے ہیں، ایک روک لیتا ہے، ایک دے دیتا ہے، جو دے دیتا ہے اُسے عرش کہتے ہیں، جو رکھ لیتا ہے اُسے کُرسی کہتے ہیں۔۔۔(نعرہ حیدری)

تو جو عِلم دیتا ہے اُسے کہتے ہیں عرش اور یہ عرش کا عِلم کتنا ہے ؟

ازل سے لیکر ابد تک جو کچھ ہے، ہوگا، ہونا ہے، وہ سارا عِلم عرش میں ہے۔تو کُل کا کُل عِلم کس میں ہے ؟

عرش میں۔

وہ عرش کا عِلم کن کو دے دیا ؟

آلِ محمدؐ کو چونکہ رسول صلی اللہ علیہ وَ آلہ وسلم ہیں اللہ کے عِلم کا خزانہ۔اے میرے رسولؐ تو عِلم کا خزانہ ہے، تو سلونی کا دعوٰی نہ کر، علی علیہ السلام سے کروا، تا کہ دُنیا والوں کو پتہ چلے کہ رسول کا جانشین وہ ہوتا ہے

جو سلونی کا دعوٰی کر سکے۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

تو علی علیہ السلام سے سلونی کا دعوٰی کروایا یا نہیں۔؟

ہاں بالکل کرایا لیکن علی علیہ السلام حکیم ہیں۔علی علیہ السلام نے رسول ؐ کی زندگی میں دعوٰی کیا ہی نہیں ۱۱ھ سے 36ھ تک خاموش رہے مگر جونہی 36ھ میں خلافت کے مقام پر بیٹھے، منبر کوفہ پر پہلے کہا:۔

سلونی قبل ان تفقدونی

لوگو ! پوچھو مجھ سے اِس سے پہلے کہ مَیں چلا جاؤں۔

انی اعلم وطرق السموات من طرق لا ارضین؎

مَیں زمین کے راستوں سے آسمان کے راستے بہتر جانتا ہوں۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

جب جناب علی علیہ السلام نے یہ دعوٰی کیا تو ایک یہودی کھڑا ہو گیا وہ کہنے لگا۔مَیں بھی جناب علی علیہ السلام جتنا عِلم رکھتا ہوں۔اُس نے دعوٰی تو کیا مگر وہ خود مطمئن نہیں تھا۔مولا ؑ تشریف فرما ہیں۔سینکڑوں کی تعداد میں صحابہ اکرام بیٹھے ہیں، وہ یہودی آیا اُس نے امام علیہ السلام کو دیکھا، آ کے بیٹھ گیا۔جب وہ آ کر بیٹھ گیا تو مولا علی علیہ السلام نے فرمایا : میری طرف دیکھو۔

توجہ۔۔۔۔کون کہہ رہا ہے میری طرف دیکھو۔؟

جس کے چہرے کو دیکھنا ثواب نہیں عبادت ہے،ثواب تو اُن کے کہنے پر عمل کرنے کا نام ہے۔۔۔(نعرہ حیدری)

مولا علی علیہ السلام نے اُس کی طرف دیکھ کر فرمایا۔میری طرف دیکھو۔اُس نے دیکھا

تو مولا علی علیہ السلام نے خالی ہاتھ فضاء میں بلند کیا اور پھر واپس جو کیا تو مٹھی بند تھی۔ مولا علیہ السلام نے فرمایا۔اے یہودی بتاؤ میرے ہاتھ میں کیا ہے۔اُس نے فوراً کہا مولاؑ آپ کے ہاتھ میں انڈہ ہے۔وہ فلاں پہاڑی پر تھا۔آپؑ نے اپنے علم سے اُٹھالیا۔مولاؑ نے مٹھی کھول کر فرمایا: ہاں تو نے ٹھیک کہا ہے۔مَیں نے انڈہ واقعی اپنے علم سے وہاں سے اُٹھایا ہے۔اَب تم ایسے کرو اِس انڈے کو اس کے پہلے مقام پر واپس رکھ دو، اگر تیرا علم میرے علم کے برابر ہے تو یہ انڈہ وہیں رکھ دو۔وہ مولا علیہ السلام کے قدموں پہ آ کر کہتا ہے یہ علم میرے پاس نہیں ہے۔

سرکارؑ نے فرمایا: اے یہودی ! سنو۔جہاں تک تیرے علم کی رسائی تھی وہاں تک تو علی علیہ السلام کا ہاتھ پہنچ گیا۔

ارے۔۔۔!

یہ تو علی علیہ السلام کے ہاتھ کا کمال ہے، علی علیہ السلام کی ذات کا کمال کیا ہو گا ۔۔۔(نعرہ حیدری)

اُس یہودی نے کہا: سرکارؑ مَیں نے تسلیم کرلیا ہے کہ آپؑ کا علم بہت زیادہ ہے۔

سرکارؑ نے فرمایا :اچھا اب تو مجھے یہ بتا کہ تو نے میرے ہاتھ کی بات کیسے بتائی۔؟

اُس نے کہا: سرکارؑ ! ریاضت کر کے۔ارے بھئی۔عبادت نہیں۔ریاضت۔

ریاضت اور ہوتی ہے، عبادت اور ہوتی ہے، عبادت میں عادت بھی ہو سکتی ہے۔

توجہ! ایک ہوتی ہے عادت۔ایک ہوتی ہے عبادت۔عادت اور عبادت میں '' ب '' ہی کا تو فرق ہے۔اگر عبادت سے '' ب '' نکل جائے تو عادت ہے۔عادت میں '' ب '' آجائے تو عبادت ہے۔اِس لئے رسولؐ فرماتے ہیں ''ب'' سے مراد مَیں

رسولؐ ہوں اور اِس کا نقطہ علیؑ بن ابی طالبؑ ہے۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

بس سرکارؑ نے فرمایا میرے ہاتھ کی بات تو نے کیسے بتادی۔ اُس نے کہا ریاضت کر کے۔ سرکارؑ نے فرمایا: کیسے ؟

اُس نے کہا میرا نفسِ لَمّارہ اگر مجھے کوئی کام کرنے کو کہتا ہے تو مَیں نہیں کرتا۔ اور جو کام کرنے سے روکتا ہے وہ کام مَیں کرتا ہوں۔ سرکارؑ نے فرمایا: اچھا ! تیرا نفسِ لَمّارہ کہتا ہے کہ یہ کام نہ کرو تو تُو کرتا ہے۔ اُس نے کہا ہاں بالکل ایسے ہی ہے۔

امامؑ نے فرمایا۔ پھر تو تُو یہودی ہے۔ بتا تیرا نفسِ لَمّارہ مسلمان ہونے کے بارے میں کیا کہتا ہے ؟

اُس نے کہا۔ میرا نفسِ لَمّارہ کہتا ہے کہ نہ بنو۔

امامؑ نے فرمایا: پھر بنو مسلمان۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

بہر حال۔۔۔! کان عرشه علی الماءِ۔ زمین و آسمان بن رہے تھے اللہ کا عرش پانی پر تھا۔

وہ پانی کیا ہے ؟

آلِ محمدؐ۔

کب سے سے اٹھایا ہوا ہے علم ؟

ابھی آسمان و زمین بنے ہی نہیں۔ ان کو اللہ نے اپنے علم کا حاصل بنا کے بھیجا۔ بس آسمان و زمین کو پیدا کیا۔ جب پیدا کیا تو عرش کہاں تھا۔؟ کون اُٹھائے ہوئے تھے! آلِ محمدؐ۔ اللہ نے اِن چودہؑ کو کیسے علم دیا۔؟ دیکھئے۔ دینا کیفیت ہے۔ تعلیم دینا کیفیت ہے۔ کیفیت اللہ میں ہے ہی نہیں۔ جس میں کیفیتیں ہوں وہ اللہ ہی نہیں

ہے۔مولاعلی علیہ السلام فرماتے ہیں و کیف الکیفیتہ ۔اُس نے کیفیتیں خود پیدا کی ہیں ۔بھئی! جو کیفیتوں کا خالق ہو اُس میں کیفیتیں نہیں ہوتیں ۔پھر کیسے عِلم دیا اِن کو۔؟

جناب علی علیہ السلام کوفہ کی گلی سے گزر رہے تھے۔دیکھا کہ ایک جوان لڑکا ہے جو درزی ہے،وہ کپڑے بھی سی رہا ہے اور کچھ شعر بھی پڑھ رہا ہے۔مولاعلیؑ اس کے اشعار سن کہ کھڑے ہو گئے۔فرمایا: کیا پڑھ رہا ہے؟ کہا: سرکارؑ !شعر پڑھ رہا ہوں۔

سرکارؑ نے فرمایا: قرآن کیوں نہیں پڑھتا۔؟

کہا !سرکار قرآن مجھے آتا ہی نہیں ہے۔اُس نے صرف کہا تھا کہ جناب علی علیہ السلام نے اُس کے دِل پر رکھ کر اپنے لبوں کو حرکت دی تو وہ پورے قرآن کا عالم ہو گیا۔

سرکارؑ نے کہا اَب بتا۔بس وہ اُسی وقت قدموں میں گر کر مومن ہو گیا۔بابا !جو لوگوں کے دِل پر ہاتھ رکھ کر سارا عِلم دے دے تو اللہ نے ان کو کیفیت کے ساتھ نہیں پڑھا کیسے عِلم دیا ؟سرکارؑ نے فرمایا :اللہ ایک عینِ ذات،عین علم کمال ہے۔

توجہ ۔۔۔۔وہ غیب الغیوب ہے،وہ غیب کمال ہے لیکن ہے عین عِلم ۔وہ عین عِلم ہو کے غیب ہی غیب ہے۔

سَرکارعلی علیہ السلام فرماتے ہیں !وہ بغیر حجاب کے حجاب میں ہے

احتجب بغیر حجاب محجوب

وہ بغیر حجاب کے حجاب میں ہے۔

استستر بغیر ستر مستور ۔وہ بغیر ستر کے مستور ہے۔

پوچھا گیا: مولاؑ !جب وہ بغیر حجاب کے حجاب میں ہے،وہ حجاب کون سا ہے جو بغیر

حجاب کے حجاب میں ہے۔؟

فرمایا: ہم(چودہؑ) ہی تو حجاب ہیں۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

ذکر مصائب :

بس عزادارو ! امام ؑ فرماتے ہیں : ہمارے غم میں ایسے رویا کرو جیسے بوڑھی ماں جوان بیٹے کے لاشے پہ روتی ہے۔عزادارو جنھیں رُونے کا حق تھا اگر انھیں رُونے دیا ہوتا تو آج ہم نہ روتے۔آج پہلی مجلس ہے،آج آپ نے محرم کا چاند دیکھا ہوگا،حکم ہے کچھ کہ جب محرم کا چاند دیکھو تو دُعا کرو اور جتنا رُو سکتے ہو رُووَ۔

خدا کی قسم !

یہی چاند زہرا ؑ کے بیٹے نے سفر میں دیکھا۔جب امام ؑ کی نظر پڑی نہ محرم کے چاند پر تو رُوکر فرمایا: انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔

یہ آواز جناب زینبؑ کے کانوں میں گئی تو بی بی نے ارشاد فرمایا۔ بھائی ! خیر تو ہے،آپؑ نے کلمہ استرجاع کیوں پڑھا۔

فرمایا۔بہن! ذرا محمل کا پردہ ہٹا کر آسمان کی طرف تو دیکھو۔محرم کا چاند طلوع ہوگیا ہے۔عزادارو۔اَب جو زہراؑ کی بیٹی نے اس چاند کو دیکھا تو فرمایا:

اے محرم کے چاند! تو چمکتا رہے گا اور زہراؑ کے چاند کو گہن لگ جائے گا۔

بس عزادارو۔۔۔عشرہ محرم الحرام کی پہلی مجلس ہمیشہ تیاری کے عنوان سے پڑھی جاتی ہے۔یہ تیاری کہاں سے ہوئی؟مدینہ سے۔۔۔ذاکرین صاحبان بھی پڑھتے ہیں اور ہمارا بھی معمول ہے کہ پہلی مجلس میں تیاری پڑھی جائے۔

Pres... .Com

معصومؑ نے فرمایا: عباسؑ پورے شہر مدینہ میں اعلان کر دیا ہے کہ کوئی شخص اتنی دیر سے اتنی دیر تک اپنے گھر سے باہر نہ نکلے۔ چونکہ زہراؑ کی بیٹیاں گھر سے باہر آ رہی ہیں۔؟ جناب عباسؑ نے کہا مولاؑ مَیں نے اعلان کر دیا ہے۔ کوئی شخص باہر نہیں آئے گا۔ امامؑ نے کہا عباسؑ فہرست بنالی ہے۔؟ جناب عباسؑ نے کہا مولاؑ باقیوں کی فہرست تو مَیں نے اپنی مرضی سے بنالی ہے، لیکن ابھی مَیں نے آپؑ کے گھر کی فہرست نہیں بنائی۔ جب تک آپؑ حکم نہیں دیں گے اُس وقت تک فہرست نہیں بناؤں گا۔

سرکارؑ نے کہا۔ عباسؑ! لکھو۔ جناب عباسؑ نے لکھا:

نصر من اللّٰه و فتح قریب۔

امامؑ نے فرمایا: عباسؑ اس آیت کا موقع نہیں ہے بلکہ یہ آیت لکھو:

انا للّٰه و انا الیه راجعون۔ (سورہ بقرہ، آیت ۱۵۶)

عزادارو۔۔۔!

جناب عباسؑ کے ہاتھ سے قلم گرا اور کہا: مولاؑ!

یہ کلمہ تو تعزیت کے لئے کہا جاتا ہے؟ فرمایا: عباسؑ! یہ کربلا کا سرنامہ کلام ہے پھر امامؑ نے فرمایا: عباسؑ! لکھو۔ علیؑ ابن الحسینؑ، زین العابدینؑ، علیؑ ابن الحسینؑ اکبر، عزادارو! جب تیسرا نام لکھوانے لگے تو امامؑ نے سر جھکا لیا، کافی دیر تک خاموش رہے۔

جناب عباسؑ نے کہا مولاؑ آگے کس کا نام لکھنا ہے؟ امام نے فرمایا: لکھو! علی ابن الحسینؑ اصغرؑ۔ اَب فرمایا میری بیٹیوں کے نام لکھو۔ یہ سُن کر جناب عباسؑ کے ہاتھ

کانپنے لگے،امامؑ نے فرمایا لکھو ! فاطمہ بنت الحسینؑ کبریٰ،سکینہ بنت الحسینؑ۔
جب جناب عباسؑ نے جناب بی بی سکینہؑ کا نام سنا تو کہا :مولاؑ !فاطمہ صغریٰؑ کا نام رہ گیا ہے۔؟فرمایا :عباسؑ !فاطمہ صغریٰ نے نہیں جانا۔

عزادارو۔جیسے یہ الفاظ جناب فاطمہ صغریٰ نے سنے تو سیدھا بھائی اکبر کے پاس گئیں اور کہا بھیا!۔بابا کو سفارش کریں کہ مجھے بھی ساتھ لیکر جائیں۔جب جناب علی اکبرؑ امام علیہ السلام کے سامنے آئے تو امامؑ نے کھڑے ہوکر گلے سے لگالیا اور فرمایا۔بیٹا علی اکبرؑ رُو کیوں رہا ہے۔؟

کہا :بابا۔کیا میری بہن صغریٰ ساتھ نہیں جائے گی۔امامؑ نے فرمایا۔اکبرؑ ہاں صغریٰ نے ساتھ نہیں جانا۔

علی اکبرؑ نے کہا بابا سبب کیا ہے۔؟

فرمایا :بیٹا سبب یہ ہے کہ تیری شکل میرے نانا جیسی ہے اور میری بیٹی فاطمہ صغریٰ کی شکل میری ماں زہراؑ جیسی ہے۔مَیں برداشت نہیں کرسکتا کہ میری ماں کی شکل کوفہ و شام کے بازاروں میں تشہیر ہوجائے۔

بس عزادارو۔

امامؑ نے فرمایا :عباسؑ ساری بیبیوں کو جاکے بتاؤ کہ آکر محملوں پر سوار ہوجاؤ۔یہ سُنتا تھا کہ ہر بی بی تالہ لگاتی ہے اپنے گھر کا اور چابی فاطمہ صغریٰ کے حوالے کرتی ہیں۔بس !ساری بیبیاں محملوں پر سوار ہوگئیں مگر جناب زینبؑ ابھی نہیں آئی تھیں کہ اتنی دیر میں پردہ ہٹا۔ثانی زہراؑ کا قدم مبارک باہر آیا۔آگے بڑھ کر جناب عباسؑ نے سلام کیا اور کہا آقازادی !غلام حاضر ہے آیئے مَیں آپؑ کو سوار کراؤں۔بی بیؑ نے

فرمایا۔عباسؑ نہیں آپ سے سوار نہیں ہونا۔جناب عباسؑ نے گھبرا کر کہا:بی بیؑ کیا مجھ سے کوئی گستاخی ہوگئی ہے۔فرمایا :نہیں !گستاخی نہیں ہوئی،اس میں مصلحت ہے۔جناب عباسؑ پیچھے ہٹے،علی اکبرؑ آگے بڑھے کہا پھوپی لتاں !میں سوار کراتا ہوں۔فرمایا نہیں۔اعزادارو۔امامؑ خود آگے گئے اور فرمایا :

بہن! میں سوار کراؤں۔؟

بی بیؑ نے فرمایا: بھیا !امامؑ ہو کے مجھے حکم نہ دے آج آپؑ سے بھی سوار نہیں ہونا۔

امامؑ نے فرمایا :

بہن پھر کون سوار کرے گا ؟بی بیؑ نے رُو کر فرمایا۔بھیا مجھے وہ سوار کرائے جو کوفہ اور شام کے بازاروں میں میرے ساتھ ہو۔مجھے سوار بھی کرائے اور اُتارنے بھی۔اُس وقت میرے امامؑ نے فرمایا۔

بیٹا سجادؑ !آؤ پھوپھی سوار کراؤ۔

و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

## دوسری مجلس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ.

### سورہ ھود آیت نمبر ۷

مَیں نے آپ کے سامنے بارھواں پارہ سورہ ھود کی سات نمبر آیت تلاوت کی ہے جس میں خلاقِ دوعالم ارشاد فرما رہا ہے وھو الذی ۔اور وہ وہ ہے۔

کون سمجھے وہ وہ ہے، وہ ایسا کمال ہے، اس کمال کو کون جانے، اس کی ھویت کو کون جانے۔ ھویت۔ الوہیت۔ احدیت۔

توجہ :

ھویت اللہ کا ذاتی نام ہے۔" ھُو "اللہ کا ذاتی نام ہے، اس" ھُو "کے معنی ہیں وہ، یہ اللہ کا ذاتی نام ہے، اللہ کے ذاتی نام کے ثبوت کو علیؑ کہتے ہیں۔ چودہ" اللہ کی ھویت کا ثبوت ہیں۔ ان چودہؑ (معصومینؑ) کا ہونا اللہ کے ہونے کی دلیل ہے۔

دنیا والو ! امام علی علیہ السلام کو مانو، بلا فصل مانو، ورنہ اللہ کے ہونے کی دلیل کوئی غیر معلوم امام ہو نہیں سکتا۔ یہ ثبوت توحید ہیں۔ یہ دلیل توحید ہیں اس لئے ان چودہؑ نے آکر فرمایا کہ وہ ہے۔

خدا کی قسم ! اِن چودہؑ (معصومینؑ) نے عالمین کو بتایا کہ وہ ہے،انبیاءؑ نے ان کی" ہے" کے بعد" ہے " بھی۔توجہ !اِن چودہؑ (معصومینؑ) نے کہا کہ وہ ہے۔اِن کی ہے کہ بعد انبیاءؑ نے کہا کہ وہ ہے،انبیاءؑ اِن کے امتی ہیں۔فرشتے اِن کے غلام ہیں ۔اِنہوں نے کہا کہ وہ ہے،ان کی" ہے" یہ ہم نے کہا کہ وہ ہے۔بھئی۔! " ہے " تین ہیں۔

(۱)۔ہم نے بھی کہا کہ وہ ہے۔

(۲)۔انبیاءؑ نے بھی کہا کہ وہ ہے۔

(۳)۔چودہؑ (معصومینؑ) نے بھی کہا کہ وہ ہے۔

اِس ہے میں فرق یہ ہے کہ

ہماری" ہے " کا نام ایمان ہے،

انبیاءؑ کی ہے کا نام یقین ہے۔

اور چودہؑ (معصومینؑ) کی ہے کا نام اطمینان ہے۔

اللہ چودہؑ کی وجہ سے مطمئن ہے۔انبیاءؑ کی وجہ سے مطمئن نہیں ۔جناب ابراہیم نے کہا اے اللہ تو مُردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے۔؟

فرمایا : کیا اطمینان نہیں۔؟

اِس لئے چودہؑ اللہ کے نفس مطمئنہ ہیں۔

توجہ !یہ امامؑ نفس مطمئنہ ہے مگر جہاں کُل آکر سمٹ کے ایک کمال پر پہنچے اُسے حسینؑ کہتے ہیں۔(نعرہ حیدری)

سورہ ھود کی آیت نمبر ۷ میں ارشاد ہو رہا ہے و ھو الذی ۔اور وہ ذہ

ہے۔کیاہے ؟ خلق السموت۔اس نے آسمانوں کو پیدا کیا و الا رض ۔زمین کو بھی پیدا کیا۔

توجہ !

پیدا کرنا کیفیت ہے،وہاں کیفیتیں نہیں ہیں۔پھر خالق کا کام کون کرے گا۔؟پیدا کرنا فعل ہے،کیفیت ہے،عمل ہے۔اگر اللہ خود آ کر پیدا کرتا ہے پھر تو اللہ میں کیفیتیں آ گئیں نا،جو اللہ کی جگہ پہ پیدا کرے اُسے علی علیہ السلام کہتے ہیں۔(نعرہ حیدری)

توجہ ! وہ وہ ہے۔جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو فی ستتہ ایام۔چھ دِنوں میں۔جب بنا رہا تھا اللہ اِس زمین آسمان کو تو خود فرماتا ہے

و کان عرشہ علی الماءِ ۔اِس بنتے وقت میں اللہ کا عرش پانی پر تھا۔

پوچھا :مولاؑ !یہ اللہ کا عرش پانی پر تھا اُس وقت یہ عرش کیا تھا،اور یہ پانی کیا تھا۔؟

سرکارؑ نے فرمایا:

دُنیا والو! سنو !عرش سے مُراد اللہ کا عِلم ہے۔عرش کو کس نے اٹھایا ہوا تھا ؟پانی نے۔عزیزو یہ وہ پانی ہے جو کبھی نجس نہیں ہو سکتا۔

سرکارؑ نے فرمایا یہ عرش سے مُراد اللہ کا عِلم ہے پوچھا گیا۔مولاؑ جب عرش سے مُراد عِلم ہے تو پھر اَلماء سے مراد کیا ہے۔؟فرمایا اَلماء سے مراد ہم آلِ محمدؐ ہیں۔

ہم آلِ محمدؐ اُس کے عِلم کو اس وقت اُٹھائے ہوئے تھے جب نہ آسمان تھے،نہ زمین بنی تھی۔

آلِ محمدؐ عالمِ عِلم الہیٰ ہیں۔

ترجمہ !

اللہ نے اِن چودہؑ کو عالم نہیں بنایا، بلکہ عِلم بنایا اس لیے کہ عالم جاہل ہوسکتا ہے، مگر عِلم میں جہل کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ عین عِلم ہے۔ اس کی تعریف ہی نہیں ہو سکتی، جس کی تعریف ہی نہ ہو سکے اُسے اللہ کہتے ہیں، جو اللہ کی تعریف کرے اُسے علی علیہ السلام کہتے ہیں۔ اللہ عین عِلم ہے، جب اللہ نے اس عین عِلم کو، جو اس کی ذات ہے چونکہ وہاں ہر شئی ذات ہے، صفت نہیں ہے، قدرت ذات ہے، علم ذات ہے، حکمت ذات ہے، ہر صفت ذات ہے۔ ہر صفت کو ذات بنا کے جب اللہ نے وجود دیا تو علی علیہ السلام بن گیا۔ غیوب کے ظہور کا نام امامؑ ہوتا ہے۔ بس ! اس وقت آلِ محمدؑ اللہ کے عِلم کو جسے عرش کہتے ہیں اُٹھائے ہوئے تھے۔

دیکھیں ! جب اللہ عِلم دینا چاہتا ہے تو اس کے مرحلے ہیں ۵ عِلم، مشیت، اِرادہ، قدر اور قضاء پہلے سب شی ء اس کے عِلم میں ہے۔ چودہؑ اللہ کے عِلم میں ہیں۔ قرآن بھی تو عِلم ہے۔ آلِ محمدؑ اللہ کے عِلم میں کہاں ہیں۔؟ اللہ کی ذات کے عین ضمیر ذات میں بطور صفت آلِ محمدؑ ہیں۔ پہلے عِلم میں آیا، پھر مشیت میں، مشیت اللہ کی اندرونی طلب کا نام ہے، ارادہ اللہ کی بیرونی ظاہری طلب کا نام ہے، قدر کے معنی تقدیر کے ہیں۔ عِلم۔ مشیت۔ اِرادہ۔ قدر۔ قدر قرآن میں ہے۔ شریعت میں اسے تقدیر کہتے ہیں۔ تقدیر کے بعد آتی ہے قضاء۔ قضاء کے معنی ہیں فیصلہ، اللہ فیصلہ کرتا ہے، یہ علم دینا، ان میں مرحلے نہیں ہیں کہ وہ عِلم مشیت میں آئے پھر اِرادے میں آئے، پھر قدر میں آئے پھر قضاء میں آئے، وہاں مرحلے نہیں ہیں، جو عِلم ہے وہی مشیت ہے۔ جو مشیت ہے وہی عِلم ہے۔ جو ارادہ ہے۔ وہی قدر ہے۔ جو قدر ہے وہی قضاء

ہے۔ جب علم قضاء میں آتا ہے تو یہاں آکر علم کے دو حصے ہو جاتے ہیں۔ایک حصہ آلِ محمدؐ کو دے دیتا ہے، یہ جو علم دے دیا ہے اس کا نام ہے عرش۔اس عرش کے علم میں کتنا علم ہے۔؟ازل سے لیکر قیامت تک جو کچھ ہونا ہے، ہوگا،اور ہو رہا ہے اس کو چودہؑ جانتے ہیں،اس علم کا نام ہے عرش۔یہ جو علم ہے جو آدھا دے دیا، جو مشیت سے گزر گیا،ارادے سے گزر گیا، قضاء سے بھی گزر گیا، قضاءِ علمی سے گزر کر قضاءِ فعلی میں آگیا۔اجرا میں آگیا، یہ علم دے دیا۔کب سے دے دیا۔؟

جب سے اِن کو بنایا، دینا واجب ہے۔علم دے دیا، جب دے دیا تو اس علم کا کیا نام ہوا۔؟عرش۔

عرش کا کتنا علم ہے؟

قیامت تک جو کچھ ہونا ہے، وہ سب آلِ محمدؐ جانتے ہیں اس دینے کو اللہ کیا کہتا ہے؟

وکل شیء احصیناہ فی امام مبین (سورہ یٰسین آیت ۱۲)

ہر شیء کو ہم نے احصاء کر دیا ہے امام مبین میں۔جو شئے ہے وہ ہے امام مبین میں، امامؑ خود شے نہیں ہے۔

جب ہر شئے امام مبین میں ہے تو پھر امامؑ شئے کہاں ہے، جیسے اللہ شئے نہیں ہے، آلِ محمدؐ بھی شئے نہیں ہیں اسی وجہ سے چودہؑ مخلوق نہیں ہیں۔

خدا کی قسم!

چودہؑ (معصومینؑ) مخلوق نہیں ہیں۔کیوں؟

مخلوق ہونا نقص ہے، چودہ ناقص نہیں ہیں۔چودہؑ تو کمال ہی کمال ہیں۔یہ تو چودہ کی دیانت ہے کہ انھوں نے کہا کہ ہم مخلوق ہیں۔اسی وجہ سے نبیؐ کے لئے واجب ہے

وحی کا انتظار کرنا، نبی محتاجی میں انتظار نہیں کرتا۔ ثبوتِ توحید میں انتظار کرتا ہے۔ بھئی! نبی ؑ جو وحی کا انتظار کرتا ہے تو کس کے لئے کرتا ہے؟ اللہ کے ثبوت کے لیے۔ توجہ۔۔۔ ایک ثبوتِ توحید کے لئے وحی کا انتظار ہے اور دوسرا اپنے خدا نہ ہونے کی نفی کے لیے انتظار ہے کہ ہم خدا نہیں ہیں۔

اچھا۔۔۔! جبرائیل ؑ وحی کہاں سے لیتا ہے ؟

کہتے ہیں کہ اللہ سے۔

اللہ سے یہ قریب ہیں یا جبرائیل ؑ قریب ہے ؟

ارے بھئی۔۔۔!

یہ اللہ ہی کا تو قرب ہیں، اللہ نہ کسی کے قریب ہے نہ دُور ہے، وہ دُور ہو کے بھی قریب ہے اور قریب ہو کے بھی دُور ہے۔ اللہ نہ کسی کے قریب ہے نہ دُور ہے، اگر آلِ محمد ؑ نہ ہوتے ہو وہ کسی کے قریب ہی نہ ہوتا اس لئے اللہ اپنے قریب ہونے کے لئے فرماتا ہے کہ مَیں تمہارے شہہ رگ کے قریب نہیں بلکہ فرماتا ہے کہ ہم قریب ہیں

نحن اقرب الیہ من حبل الورید ۔(سورہ ق، آیت ۱۶)

اگر چودہ ؑ نہ ہوتے تو ہم ہی نہ کہتا۔

اچھا !اِس کے کیا معنی ہیں ؟

ما ینطق عن الھوی ان ھو ان وحی یو حی ۔(سورہ نجم، آیت ۳،۴)

کیا ترجمہ کرتے ہیں ؟

رسول ؑ تب بولتا ہے جب وَحی ہوتی ہے۔

یہ ترجمہ صحیح نہیں ہے، وَحی ہوتی ہے رابطے کو بحال کرنے کے لئے، اگر ایک لمحے کے لئے بھی چودہ کا رابطہ توحید سے ختم ہو جائے تو عالمین تباہ ہو جائیں۔

توجہ۔۔۔! اگر ایک منٹ کے لئے آلِ محمدؑ کا، امام زمانہؑ کا تعلق توحید سے ختم ہو جائے، توحید ختم۔ اس لئے قرآن نے کیا کہا۔۔؟

اتبع الحق اھوآءھم لفسدت السموت والارض و من فیھن (سورہ مومنون، آیت ۷۱)

اگر حق باطل کی بیعت کر لے تو نہ آسمان رہیں گے، نہ زمین رہے گی اور نہ اس میں رہنے والے رہیں گے۔ تو آج تک زمین و آسمان کا باقی رہنا اس بات کی دلیل ہے کہ حق نے کسی کی بیعت نہیں کی۔۔۔ (نعرہ حیدری)

ہاں! جبرائیلؑ کہاں سے وَحی لیتا ہے؟

وہ کہتے ہیں کہ جی عرش پہ لکھا ہوا ہوتا ہے، وہاں سے لیتا ہے، پہلے اسرافیلؑ لیتا ہے، اسرافیل سے یہ لیتا ہے۔ عرش کون ہے۔؟ عرش کے حامل تو آلِ محمدؑ ہیں۔

وَحی کیا ہوتی ہے؟

جبرائیل ان کے ظاہر سے لیتا ہے ظاہر کو پہنچا دیتا ہے،

باطن ولایت ہے اور ظاہر نبوت ہے۔۔۔۔ (نعرہ حیدری)

توجہ۔۔!

عباس ابن عبدالمطلبؓ نے کہا مولا علی علیہ السلام سے کہ میں رسولؐ کا چچا ہوں، اس لئے ان کی میراث مجھے سرکار علی علیہ السلام نے فرمایا: آپ حقدار ہی نہیں ہیں۔ ارے بھئی۔ جب چچا حقدار نہیں ہے تو اُمتی کہاں سے حقدار نکل آیا۔ بہرحال جب بات

بڑھی تو مولا ؑ نے کہا :اچھا !ٹھیک ہے۔رسول خداؐ کی چار چیزیں ہیں، جو وراثت میں ملنی چاہییں۔

(۱)۔دستار (عمامہ) (۲)۔زرہ

(۳)۔تلوار (۴)۔سواری

آپ سارا مدینہ اکٹھا کر کے آجاؤ، یہ چار چیزیں ہم دینا چاہتے ہیں۔سارے مدینے کے سارے بزرگ مسجد میں آگئے۔جب آکر بیٹھ گئے تو یہ چاروں چیزیں رکھی ہیں ،عمامہ بھی رکھا ہے۔زرہ بھی رکھی۔تلوار بھی رکھی ہے اور سواری باہر بندھی ہوئی ہے۔ سرکار ؑ نے فرمایا : چچا ایسا کرو کہ یہ تینوں چیزیں پہن لو اور اس سواری پہ بیٹھ جاؤ، چاروں چیزیں آپ کی ہیں۔خیر! جناب عباس نے جلدی جلدی عمامہ سر پہ رکھا ،زرہ پہن لی اور تلوار لٹکا لی۔سرکارؑ نے فرمایا۔وہ سواری کھڑی ہے اس پر جا کر سوار ہو جاؤ۔اَب جو زور لگاتے ہیں تو اُٹھ نہیں سکتے۔خدا کے لیے !

وراثت کا بوجھ ایسے جلدی میں نہ اُٹھا لیا کریں رسول ؐ کی حدیث ہے:

انی تارک فیکم الثقلین۔

میں دو ہم وزن چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں تو دو وزنی چیزیں ایسی نہیں چھوڑ کر گئے ۔توجہ۔۔

ثقلین کہتے ہیں دو ایسی چیزوں کو جن کا وزن برابر ہو۔

(۱)۔قرآن (۲)۔اہل بیتؑ

بہرحال !اب سارے لوگ حیران ہو گئے کہ عباس اٹھ تو سکتے نہیں۔لوگوں نے کہا ارے بھئی۔اٹھو۔کیا ہوا ؟

کہا : کیسے اٹھوں بوجھ بہت زیادہ ہے۔تلوار کو ہٹایا گیا،اور کہا۔اب اٹھو۔اَب بھی نہ اُٹھا گیا۔اَب زرّہ کو بھی اُتارا گیا اور کہا: اَب اٹھو۔اَب بھی نہ اُٹھا گیا۔

جب نہیں اُٹھ سکے،تو عمامہ اُتار کر زمین پر رکھا۔کہنے لگے۔

اے علیؑ ! مَیں حقدار ہی نہیں ہوں۔

عزیزو۔۔۔!

بہت بڑا مسئلہ حل ہو گیا۔

ارے بھئی۔جو ظاہری وراثت کے حقدار نہیں،وہ قرآن کے وارث کب ہو سکتے ہیں ۔۔۔(نعرہ حیدری)

خیر۔۔۔!

اَب جناب عباس نے کہا۔سرکار !مَیں وارث نہیں ہوں،مَیں آئندہ مطالبہ بھی نہیں کروں گا۔

سرکارؑ نے فرمایا ٹھیک ہے۔جب وہ جانے لگے تو راستے میں بنی عدی کا ایک آدمی ان کے پاس آ کر کہنے لگا :

اے عباس! ہو سکتا ہے کہ علیؑ نے ان چیزوں میں کوئی وزنی چیز رکھ دی ہو۔تم ایسے کرو کہ گھوڑے پر بیٹھ جاؤ۔گھوڑا مل جائے گا۔کہا ٹھیک ہے مَیں جاتا ہوں۔اَب جو یہ سوچ کر گئے کہ مَیں نے گھوڑے پہ سوار ہونا ہے،جونہی قریب گئے کہ گھوڑے نے اپنی پچھلی ٹانگیں اٹھائیں اور حملہ کیا تو گر گئے۔اَب اُٹھ کر کہتے ہیں۔

یا علیؑ !

مَیں اِس گھوڑے کا بھی حقدار نہیں ہوں۔فرمایا۔ٹھیک ہے مگر اَب جانا نہیں ہے سب

واپس آجاؤ۔جب سب واپس آگئے تو علی علیہ السلام نے خود عمامہ پہنا۔زرہ پہنی۔تلوار لگائی اور پھر اُٹھ کر اُسی گھوڑے پر بیٹھ گئے، چکر لگا کے،دروازے پہ اُترے کہا: اَب جانا نہیں۔پھر اندر آجاؤ۔اَب سارے جب اندر آگئے تو اُتار کر فرمایا۔

بیٹا حسنؑ! پہنو

سرکار حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے عمامہ رکھا،زرہ پہنی اور تلوار لگائی۔اُٹھ کر اُسی گھوڑے پہ بیٹھ کے چکر لگا کے وہیں اُترے۔

فرمایا: جانا نہیں۔پھر واپس آجاؤ۔سارے واپس آئے۔

فرمایا بیٹا حسینؑ! پہنو۔۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

تو یہ ہیں جو سرکار دو عالم کی وراثت کے وارث ہیں۔جی۔۔۔! عرش اللہ کا علم ہے۔

یہ عِلم کونسا ہے ؟

جو اس کی مشیت سے گذر گیا، مشیت سے جو عِلم گذر گیا وہ دے دیا، اس کا نام ہے عرش۔عرش کا عِلم کہاں تک جاتا ہے ؟ قیامت تک کا جتنا عِلم ہے وہ عرش میں موجود ہے۔بھئی۔۔۔! جب عرش میں موجود ہے تو تعجب نہ کیا کرو۔کہ آلِ محمدؐ جواب سے پہلے سوال بھی جانتے ہیں۔چونکہ ان کے پاس عرش کا کُل کا کُل عِلم ہے۔

اللہ کیا کہتا ہے ؟

ہم نے اِن میں احصاہ کر دیا ہے ہر شیء کو۔اچھا۔احصاہ کیا ہوتا ہے ؟

میرے بھائیو ! دو چیزیں ہوتی ہیں، ایک ہوتا ہے عدد،ایک دو تین یہ گنتی ہے۔اللہ ایک ہے۔

مولا علی علیہ السلام فرماتے ہیں۔وہ ایسا ایک ہے کہ گنتی میں نہیں آتا۔

ہاں۔۔۔۔ایک۔دو۔تین یہ ہے گنتی،جہاں ساری گنتی ایک جگہ جمع ہو جائے اُسے کہتے ہیں احصاء گنتی اور ہے احصاء اور ہے۔مثال سنئیے۔! میرے پاس سو روپے ہیں۔اَب میں ایک لے کر صندوق میں ڈالتا ہوں اور کہتا ہوں ایک۔وہ جو صندوق میں جا رہا ہے وہ اصل بھی جا رہا ہے اور ایک بھی ساتھ ہے،اَب میں نے دوسرا لیا اور کہا دو۔اب گنتا شروع ہو گیا،اِدھر گنتا شروع،اُدھر شیء اندر جا رہی ہے۔اَب میری زبان پہ کیا رہ گئی ہے؟ گنتی۔اصل شیء کہاں جا رہی ہے؟ صندوق میں۔اَب میں نے ایک ایک کر کے سو روپے صندوق میں ڈال دیئے۔میرے پاس فقط رہ گئی گنتی۔وہ جو صندوق ہے اصل اس کا نام ہے احصاء۔

اب اللہ کہتا ہے۔ہر شیء کو ہم نے گن گن کے امامؑ میں رکھ دیا ہے۔امامؑ میں اصل بھی ہے اور علم بھی۔

توجہ۔۔۔۔گنتی اور احصاء میں فرق یہ ہے کہ گنتی میں بھول ہو سکتی ہے مگر احصاء میں بھول نہیں ہو سکتی۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اعلان ہو گیا کہ جی رسول خداؐ سے کسی نے کوئی قرض لینا ہے وہ آ کر لے ہم دینے کے لئے تیار ہیں لیکن گواہوں کی ضرورت ہو گی۔جناب علیؑ کیطرف سے بھی اعلان ہوا کہ جس نے رسولؐ سے قرض لینا ہو وہ آجائے مگر ہمارے ہاں گواہوں کو لانے کی ضرورت نہیں ہے ہم حق دار کو پہلے ہی جانتے ہیں۔۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

جب اعلان ہو گیا تو ایک شخص آیا جس نے زعفران کے رنگ کا لباس پہنا ہوا تھا۔اس نے آ کر کہا سُنا ہے کہ آپ رسول اللہؐ کے قرض دینا چاہتے ہیں ؟

کہا : ہاں ! دینا چاہتے ہیں۔

اُس نے کہا مَیں نے بھی رسول اللہ ؐ سے قرض لینا ہے۔

کہا: قرض کیا ؟

اُس نے کہا : سو اونٹنیاں سرخ رنگ کی جن کی آنکھیں سیاہ ہوں، دو کوہان ہوں اور ان کے اوپر سونے چاندی کا بھار لدا ہوا ہو، اور اس کے ساتھ ساتھ سترہ غلام بھی ہوں۔ پہلے تو انھوں نے کہا یہ ہو ہی نہیں سکتا مگر یہ بتاؤ کہ تمہارا گواہ کون ہے ؟

اُس نے کہا : گواہ اللہ ہے۔

یہ اُنھوں نے سنا کہ گواہ اللہ ہے تو کہا، بھئی ! یہ سو اونٹنیاں سرخ رنگ کی، دو کوہانوں والی اور پھر سونے چاندی کے ساتھ، یہ تو ہو ہی نہیں سکتا۔

اُس نے کہا : اگر دے نہیں سکتے تو پھر اعلان کیوں کیا ؟

توجہ !

بات جب آگے بڑھنے لگی تو جناب سلمان ؓ نے اُس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا اور کہا۔ ان کو کیا پتہ انہوں نے خود رسول ؐ کا قرض دینا ہے۔ مَیں تجھے اُس کے پاس لے چلوں جو بغیر گواہوں کے تجھے تیرا قرضہ دے گا۔ اَب وہ مولا علی علیہ السلام کے پاس آیا اور وہ سارے بھی ساتھ آگئے۔ جونہی وہ شخص سامنے آیا تو مولا علی علیہ السلام نے فرمایا: اپنے باپ کا قرض لینے آیا ہے۔ جب مولاؑ نے اُس کے باپ کا نام لیا تو وہ خوش ہو گیا کہ اَب قرضہ مل جائے گا۔

اُس نے کہا سرکارؑ ! یہ باپ والی بات آپؑ نے کیسے کی۔؟

فرمایا : تیرے باپ کا یہ نام ہے، اُس کے باپ کا یہ نام ہے، دادے کا یہ نام ہے، تیری

ماں کا یہ نام ہے، ماں کی ماں کا یہ نام ہے۔

فرمایا :

تیرا باپ رسول خداؐ کے پاس آیا تھا۔ اُس نے کہا تھا سرکارؐ میرا بہت اثر ہے اپنی قوم پر ہا گر آپ اجازت دیں تو مَیں سلام کو وہاں پھیلاؤں تو بہت سے لوگ مسلمان ہو جائیں گے اور جب وہ مسلمان ہو جائیں گے تو آپ انعام کیا دیں گے؟ تو رسول خداؐ نے فرمایا تھا، اس دنیا میں انعام لینا چاہتا ہے یا آخرت میں بھی ؟ اُس نے کہا دونوں دے دیں۔ رسولؐ نے فرمایا :تم چلے جاؤ، جنت تمہاری مکمل ہو گئی۔ اُس نے کہا مولاؐ دنیا میں کیا دو گے؟

رسولؐ نے فرمایا 100 اونٹنیاں سرخ رنگ کی، ان کی دو کوہانیں ہوں گی اور آنکھیں سیاہ ہوں گی۔ اس کے ساتھ ساتھ سونا اور چاندی اور 17 غلام بھی ہوں گے۔ فرمایا یہ سن کر تیرا باپ بہت خوش ہو گیا تھا اور کہا تھا۔ یا رسول اللہؐ مَیں بہت بوڑھا ہو چکا ہوں اگر تبلیغ کرتے کرتے مر گیا تو کیا میرے بیٹے کو یہ انعام ملے گا ؟

رسولؐ نے فرمایا تھا، ہاں ملے گا۔ مولا علی علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر تیرے باپ نے کہا تھا کہ مولاؐ ! اگر آپ اس دنیا سے تشریف لے گئے تو پھر میرا انعام کون مجھے دے گا۔؟

رسولؐ نے فرمایا: میرا وصی ہو گا جس کا نام علی علیہ السلام ہے۔۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

سرکارؑ نے فرمایا :تو اپنے باپ کی طرف سے نمائندہ بن کے آیا ہے، مَیں رسول کا نمائندہ ہوں، آؤ مَیں تمہیں تمہارا قرضہ ادا کروں۔ا

امامؑ نے فرمایا :حسنؑ بیٹا !نانا کا قرض اتارو۔ سرکار حسنؑ نے عباءِ رسولؐ، قباءِ رسول۔ عمامہء رسولؐ اور پاپوشِ رسولؐ پہن کے عصاءِ رسولؐ ہاتھ میں تھام کر۔ امامت رسات

کا لباس پہن کر چلی۔ فرمایا آؤ میرے ساتھ چلو۔ سرکارؑ ایک چٹان کے قریب آئے جس کا نام ہے کوہِ عقیق، اس چٹان پہ امامؑ نے عصاءِ مبارک رکھا۔ بس لبوں کو حرکت دی۔ وہاں سے ایک غلام برآمد ہوا اس کے ہاتھ میں رسّی ہے، اس کے پیچھے چھ اونٹنیاں ہیں سرخ رنگ کی کالی آنکھیں، دو کوہان والی ان کے اوپر سونے چاندی کا بھار لدا ہوا ہے۔

سرکارؑ نے فرمایا۔ اے شخص! پیچھے نہیں دیکھنا۔ خیر اَب وہ چلا۔ ایک غلام اور چھ اونٹنیاں۔ پھر ایک غلام چھ اونٹنیاں۔ پھر غلام، چھ اونٹنیاں اور سونے چاندی کے بھار۔ سولہ غلام نکلے، چھیانوے اونٹنیاں نکلیں، آخر ایک غلام آیا اور چار اونٹنیاں، جب 100 پوری ہو گئی۔ تو اُس کے ذہن میں خیال آیا کہ پوری ہیں یا نہیں۔ اَب جو اُس نے شخص نے پیچھے دیکھا۔

امامؑ نے فرمایا :

او کیوں دیکھا پیچھے، آج اگر تو پیچھے نہ دیکھتا۔ یمن تک چلا جاتا تو قطار ختم ہی نہ ہوتی۔۔۔(نعرہ حیدری)

ذکر مصائب ۔

بس رات کے اندھیرے میں ایک آواز آئی۔

انا غریب الوطن ۔

عزادارو۔۔!

یہ کون مسافر ہے ؟

اس کا نام ہے مسلمؑ ابن عقیلؑ۔

جناب مسلمؑ کوفہ میں ہیں۔ سارے دن ایک محفوظ مقام تشریف رکھتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ روزے سے ہیں۔ رات کو اتنے پیاسے ہیں کہ چل نہیں سکتے تھے۔ ابن زیادہ ملعون نے پورے کوفہ میں ہزاروں کی تعداد میں آدمی بھیج دیئے کہ مسلمؑ کا پتہ لگاؤ کہ وہ کہاں ہیں۔ جناب مسلمؑ آدھی رات کو باہر نکلے تو سامنے دیکھا کہ گلی میں ایک ضعیفہ کھڑی ہے، چلتے چلتے اُس کے قریب آئے، تو سلام کر کے فرمایا :

اَلسَّلامُ عَلَیک

انا غریب الوطن و انا عطشان۔

مَیں مسافر ہوں اور بہت پیاسا ہوں۔ یہ سُن کر وہ بی بی جلدی سے اندر گئی، پانی کا جام لیا اور آ کر سرکار مسلمؑ کو دیا۔ پیچھے پردے کے وہ بی بی کھڑی ہو گئی اس انتظار میں کہ مسافر جائے اور مَیں دروازہ بند کروں۔ جب دیر ہو گئی تو اُس بی بی نے کہا۔ اے مسافر! زیادہ دیر میرے دراوازے پر نہ ٹھہرو۔

حالات بڑے خراب ہیں۔ چلے جاؤ یہاں سے۔ یہ سُن کر جناب مسلمؑ نے اُس بی بی کا نام لے کر کہا ! طوعہ !

اگر میرا گھر ہوتا تو کیا مَیں یہاں کھڑا ہوتا ؟

جب اُس بی بی نے اپنا نام سنا تو پردہ ہٹا کر کہتی ہے انت مسلم ابن عقیل۔ کیا آپ مسلمؑ ابن عقیلؑ تو نہیں ہیں؟

فرمایا :ہاں !مَیں مسلمؑ ابنِ عقیلؑ ہوں۔ قدموں پہ گر کر کہا۔ اے سیّدزادے! جناب سیّدہؑ سے میری شکایت نہ کرنا، مَیں نے اِتنی بڑی گستاخی کی ہے کہ تجھے کہا کہ اِس

دروازے سے چلے جاؤ۔ فرمایا نہیں، نہیں ! تجھے علم نہیں تھا۔ اُس نے جناب مسلم" کو اندر بلایا، کھانا تیار کیا، ساری رات عبادت میں گذاری، صبح کسی نے جا کر ابن زیاد سے کہا کہ مسلمؑ طوعہ کے گھر میں ہیں۔

محمد ابن اشعث جو جعدہ بنت اشعث کا بھائی ہے۔ 3000 کا لشکر لیکر جب طوعہ" کے گھر کو گھیرا۔ تو سرکار مسلمؑ نے قرآن بند کر کے کہا۔ طوعہ"! اگر میرے آنے سے تکلیف ہوئی ہو تو مجھے معاف کر دینا۔ ہاتھ باندھ کر کہا :مولا" ! آپ کا آنا مبارک۔ فرمایا خیر! جہاد شروع ہو گیا۔

بس ! سرکار مسلم" تلوار لے کر اکیلے تین ہزار پہ بھاری ہیں۔ پھر تین 3000 کا لشکر آیا۔ یہاں تک 9000 کا لشکر اور ایک ہاشمی جوان، اُن پر بھاری ہیں جناب مسلم"۔ دشمنوں نے ایک گڑھا کھودا ! اُس کے اوپر خس خاشاک ڈالی۔ جناب مسلم" لڑ رہے ہیں ان سے بھی لڑ رہے، اوپر سے جو عورتیں بیٹھی ہیں۔ ان میں سے کوئی پتھر مارتی ہے، ایک روایت میں ہے کہ سُوکھی گھاس کو آگ لگا کے جناب مسلم" پہ آگ پھینکی تھیں۔ اس کے باوجود جناب مسلم" ان پر بھاری ہیں۔ مگر جب آئے نہ اس جگہ پہ جہاں پر ظالموں نے گڑھا کھود رکھا تھا۔ گڑھے پہ قدم رکھا کہ اچانک جناب مسلمؑ " گڑھے کے اندر گر گئے۔ جب گرے تو ظالم بھیڑیوں کی طرح جناب مسلم" کے اوپر برس پڑے۔ کوئی تیر مارتا ہے۔ کوئی نیزے کا وار کرتا ہے۔ جب بے ہوش ہو گئے تو ظالموں نے گلے میں طوق، پیروں میں بیڑیاں اور ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دیں ۔اور کھینچ کر ابن زیاد کے دربار میں لے آئے۔ جب جناب مسلم" دربار میں داخل ہوئے تو سینہ تان کے داخل ہوئے اور ابن زیاد ملعون کو سلام تک نہ کیا۔ ایک حرامی نے

کہا، امیر کو سلام کیوں نہیں کرتے؟

فرمایا: میرا امیر سفر میں ہے۔ یہ کہہ کر جناب مسلمؑ سینہ تان کر کھڑے رہے۔ یہ سُن کر کسی ملعون نے چھڑی کا وار کیا جو جناب مسلمؑ کے لبوں پہ لگا! جناب مسلمؑ بہت پیاسے تھے، پانی مانگا، پانی دیا گیا مگر پیا نہ گیا اس لئے کہ جب پانی پینے کا ارادہ کرتے تو دانت ٹوٹ کر پانی میں گر جاتے اور پانی خون میں مل گیا۔

حکم ملا کہ مسلمؑ کو دارالامارہ کی چھت پر لے جا کر سر مبارک قلم کر دو۔

جب جناب مسلمؑ نے سر جھکایا۔ اِدھر جناب مسلمؑ نے سر جھکایا اُدھر جلاد کے ہاتھ میں تلوار ہے۔ روایت میں ہے کہ ادھر سر جھکا۔ اُدھر منزلِ زبالہ پہ امامؑ بیٹھا ہے۔ جناب عباسؑ دوڑتے ہوئے آئے اور کہا۔ مولاؑ! مجھے کچھ بھائی مسلمؑ کے بارے میں بتائیں میرا دل گھبرا رہا ہے۔ امامؑ نے فرمایا: عباسؑ میری انگلیوں میں دیکھ۔ اب جو جناب عباسؑ نے امامؑ کی انگلیوں میں دیکھا تو کہا: مولاؑ! مجھے مسلمؑ نظر نہیں آئے۔ بازار نظر آ رہا ہے۔ فرمایا ذرا چھت پر دیکھو۔ اب جو دیکھا کہ جناب مسلمؑ سر کو جھکائے ہوئے ہیں۔

جناب عباسؑ نے کہا اماں زہراؑ کا واسطہ مجھے جلدی پہنچاؤ کوفہ میں کیا دیکھا؟ مسلمؑ سر جھکائے کھڑے ہیں۔

فرمایا اگر جنگ کرنا ہوتی تو زہراؑ کی بیٹیاں ساتھ نہ لے جاتا۔

جناب عباسؑ نے کہا: مولاؑ! بھیج دیں۔ جنگ نہیں کروں گا۔ فرمایا۔ عباسؑ کیا کرو گے؟ جناب عباسؑ نے رو کر کہا: مولاؑ بھائی مسلمؑ کا جب سر گرے گا۔ مَیں چاہتا ہوں کہ وہ سرِ اقدس زمین پہ نہ گرے بلکہ مَیں اپنی گود میں سنبھال لوں۔

یہ سنتا تھا کہ امام حسینؑ نے فرمایا: عباسؑ ذرا غور سے دیکھو۔ اب جو دیکھا تو کہا:

مولاؑ ایک کالے برقعے والی بی بی کون ہے ؟

فرمایا۔ عباسؑ یہ میری ماں زہراؑ ہے۔

و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

## تیسری مجلس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّکَانَ عَرْشُهٗ عَلَی الْمَآءِ.

سورہ ھود آیت نمبر ۷

مَیں نے آپ کے سامنے بارہواں پارہ، سورہ ھود کی سات نمبر آیت تلاوت کی ہے جس میں خلاقِ دوعالم ارشاد فرمارہا ہے وَهُوَ الَّذِیْ ۔اور وہ وہ ہے۔

کون جانے وہ کیا ہے ؟

اللہ خود کسی کو" وہ "نہیں کہہ سکتا چونکہ دوسرا" وہ "ہے ہی نہیں۔

کون ہے جس نے اس کو اس کی ھویت بتائی ہے کہ وہ ہے ؟

وہ تو عینِ ذات ہے۔ وہاں غیب غیب ہے۔اس عینِ غیب میں عینِ غیب نے اپنے ظاہر ہونے کے لئے چودہؑ (معصومینؑ) آئینے بنائے ہیں۔علماء بیان کرتے ہیں کہ ان آئینوں میں دو طرح کے کمال کو رکھا۔

(۱)۔کمالِ جلاء (۲)۔کمالِ استجلاء

کمالِ جلاء یہ ہے کہ اللہ کے جتنے کمال ہیں۔ہر کمال کا ان آئینوں کو مظہر بنایا کہ کمال میرا ہوگا، ظاہر یہ کریں گے۔مَیں اپنے کمال کو خود ظاہر نہیں کر سکتا۔اِس لئے کہ میرا

کمال ہی یہی ہے۔میں اپنے کمال میں ناقص نہیں، مجھے اپنے کمال میں نقص مانع نہیں، کمال مانع ہے۔

میرے بھائیو۔۔۔!اللہ کیا کہہ رہا ہے۔

میں چھپا ہوا خزانہ تھا۔دُنیاوالو! سنو۔دو کمال ہیں اللہ کے دونوں کمال انہی آئینوں میں سے نظر آئے ہیں۔پہلا کمال یہ ہے کہ ہر کمال انہی میں سے نظر آتا ہے۔اللہ کا سب سے بڑا کمال ہے اس کی حیات۔وہ حیؔ ہے۔دیکھیں !صفاتِ ثبوتیہ میں پہلی صفت ہی ''حیؔ '' ہے صفت اس کی ہے ثابت آلِ محمدؑ کرتے ہیں۔

بھئی۔۔۔صفاتِ ثبوتیہ میں پہلی صفت کون سی ہے ؟

حیؔ۔'' حیؔ ''کا معنی ہے زندہ۔

اے اللہ !توزندہ ہے۔سامنے تو تُو ہے نہیں سامنے نہ ہو کہ بھی تو زندہ ہے پھر ہمیں بتا تو سہی کہ تو زندہ کیسے ہے ؟

کہا :چودہؑ کو دیکھ لو۔اِن کی حیات میری حیات کی دلیل ہے۔چودہؑ کی حیات اللہ کی حیات کی دلیل ہے۔

خبردار !جب اِن کی حیات اس کی حیات کی دلیل ہے تو پھر اِن کی حیات نہ موت ہے،نہ فنا ہے، یہاں موت بھی نہیں ہے، یہاں فناء بھی نہیں ہے۔

توجہ۔۔۔

سرکار سلمان فارسیؓ کہتے ہیں۔اصبغ !جب میرا انتقال ہو جائے تو مجھے دفن نہ کرنا بلکہ یونہی رکھ دینا مدینہ سے علی علیہ السلام آئیں گے۔کہاں مدینہ۔کہاں مدائن۔

فرمایا :مدینہ سے جناب علی علیہ السلام آئیں گے۔

اصبغ کہتے ہیں :مَیں نےُ انتظار میں چلنا شروع کیا۔ایک جد اسی دستک ہوئی موستک سے سمجھ گیا کہ امیر المومنین ؑ آ گئے۔جلدی سے مَیں نے جو دروازہ کھولا اور جناب امیر المومنین ؑ نے جو قدم اندر رکھا تو سلمان ؓ اٹھ کر کہتے ہیں۔

السلام علیک یا امیر المومنین ۔جناب علی علیہ السلام نے فرمایا۔سلمان ؓ اپنے اوپر موت کو طاری کرلو۔جب امام ؑ نے حکم دیا تو سلمان ؓ نے موت کو قبول کرلیا۔

اُرے۔۔۔جن کے غلام قادر ہوں اُن کے امام ؑ کیسے ہوں گے۔۔(نعرہ حیدری)

خیر۔۔!

فرمایا۔میری ہر صفت کے یہ مظہر ہیں،اِن کی حیات میری حیات ہے۔یہ وجود ہو کے زندہ ہیں،مَیں ذات میں زندہ ہوں۔یہ وجُود رکھ کے حیّ ہیں۔مَیں ذات میں حیّ ہوں ،میری ہر صفت اِن سے ظاہر ہوتی ہے۔اِس کو کہتے ہیں کمال جلاء اس میں یہ ہے کہ اللہ کی ہر صفت آلِ محمدؐ سے ظاہر ہوتی ہے۔اگر ان کی مظہریت میں کوئی عیب آیا تو میرے لئے عیب ہو جائے گا اس لئے یہ بے عیب ہیں۔ان میں بالکل کوئی عیب نہیں ہے لیکن میری مشیت میں آیا کہ مَیں ایسا باکمال ہوں۔یہ کمال ان کے ذریعہ سے مجھے نظر آتا ہے۔مَیں اپنے آپ کو تو دیکھو کہ مَیں کیا ہوں۔

جس کے وجود میں ذات توحید نظر آئے اُسے علی علیہ السلام کہتے ہیں،(نعرہ حیدری)

اَب لطف آیا کہ وہ وہ ہے۔اب وہ وہ کیا ہے ؟

فرمایا خلق السموت والارض ۔(سورہ ھود،آیت ۷)

اس نے آسمانوں کو پیدا کیا اور زمین کو پیدا کیا۔جب پیدا کیا تو فرمایا۔یہ مِل رہے

www.ShianeAli.Com / Deedar-e-Zahraat.Com

تھے۔ بغیر ستونوں کے تھے۔

مولا علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔ جب ان پہ ہمارے نام لکھے گئے تو آسمان ساکن ہو گئے۔۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

آسمان پیدا کئے۔ زمینوں کو پیدا کیا فی ستتہ ایام۔ چھ دنوں میں۔

میرے بھائیو! جب یہ آسمان اور زمین بن رہے تھے تو اب اللہ فرما رہا ہے و کا ن عر شہ علی الماءِ۔ اس وقت اللہ کا عرش پانی پر تھا۔ پوچھا گیا: مولاؑ اِس عرش سے کیا مُراد ہے؟ اور پانی سے مُراد کیا ہے؟ عرش سے مُراد اللہ کا علم ہے اور پانی سے مُراد ہم آلِ محمدؑ ہیں۔ زمین و آسمانوں کے بننے سے بھی پہلے ہم نے اللہ کے عرش کو جو علم الٰہی ہے اس کو اٹھایا ہوا تھا، تم حاملینِ علمِ الٰہی ہیں۔

توجہ!

اَب وہ جو علم ہے اللہ کا وہ علم ان پانچ مرحلوں میں آتا ہے۔ دیکھئے۔۔۔ یہاں پر مَیں نے لفظ "مرحلے" سمجھانے کے لئے کہا ہے ورنہ وہاں مرحلے بھی نہیں ہیں، اگر وہاں مرحلے ہوں تو پھر وہ اللہ کیسے ہے۔ کیا ہے؟ علم کہاں آتا ہے؟ علم میں۔ علم۔ مشیت۔ اِرادہ۔ قدر اور قضاء۔ قضا پہ آ کر دو حصے ہو جاتے ہیں ایک حصہ جو دے دیتا ہے۔ علم کا اس علم کا نام ہے عرش۔ اللہ جو علم دے دیتا ہے، میشت سے گذر گیا ہے، قضاء سے گذر کے قضاءِ فعلی میں آ گیا ہے۔ جو علم علمِ الٰہی سے گذر گیا ہے یعنی آلِ محمدؑ کو دے دیا ہے اس علم کا عرش مگر یہ جو آدھا علم رہ گیا نا اِدھر وہاں اس علم کا نام ہے کرسی۔ اسی کرسی کا نام ہے علمِ غیب۔ یہ جو علم روک لیا ہے، اس علم کا نام ہے علمِ غیب۔

میرے بھائیو۔!

علم غیب بغیر جبرائیلؑ کے ملتا ہے، غیب کے علم میں جبرائیلؑ ظاہری وسیلہ، واسطہ ہے ہی نہیں۔ اَب معلوم ہوا کہ یہ جو معراج پر کہا گیا کہ اوحی الی عبدہ ما اوحی۔ جو غدیر پر" ما " آیا، یہ غیب ہے۔ عرش نہیں۔۔۔(نعرہ حیدری)

توجہ !یہ جو علم اللہ نے دے دیا اس کا نام ہے عرش اَب جو جبرائیلؑ لے آئے گا ظاہری صورت میں وہ اسی عرش کے علم سے متعلق ہوگا۔ اس لئے وحی جبرائیلؑ عرش سے لیتا ہے۔ اب جب یہ لے کر آتا ہے چونکہ اللہ کو علم تھا کہ لوگ اس جبرائیلؑ کے لانے کو نہیں سمجھیں گے اور کہیں گے کہ جبرائیلؑ رسولؐ کو پڑھانے آیا تھا۔

دیکھئے۔ اب کیا کہتے ہیں؟

کون پڑھاتا ہے رسولؐ کو ؟ کہتے ہیں کہ جی جناب جبرائیلؑ رسولؐ کو پڑھاتا تھا۔

اے اللہ!

تو نے جو پڑھایا وہ کون سا باقی رہ گیا، جو جبرائیلؑ کے پڑھانے کی نوبت آئی، خدا کے لئے۔ جبرائیلؑ کا آنا۔ ان کا انتظار کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ تعلیم کے لئے نہیں آیا بلکہ ثبوت توحید کے لئے آیا ہے۔

اچھا !پھر اللہ نے بھی اس علم کو لانے کے وقت ایک عجیب لفظ جبرائیلؑ کے ساتھ لگا دیا۔

نزل به الروح الامین علی قلبک

میرے حبیبؐ ! تیرے قلب پر جبرائیلؑ امین بن کے نازل ہوا ہے۔

امین کون کہہ رہا ہے۔؟ اللہ

اللہ نے کب امین کہا ؟ جب جبرائیلؑ قرآن لیکر آیا اللہ کہہ رہا ہے کہ جبرائیلؑ امین۔

بابا !

توجہ کریں۔۔قرآن امانت ہے، جبرائیلؑ امین ہے۔کیا مطلب ہوا ؟امین بن کے جبرائیلؑ قرآن لایا ہے۔جبرائیل امین ہے قرآن امانت ہے۔امین کو تو خبر ہی نہیں ہوتی کہ امانت میں ہے کیا۔جبرائیلؑ کو تو خبر ہی نہیں ہے۔

سرکار۔۔۔امین کو تو خبر ہی نہیں ہوتی کہ امانت میں کیا ہے۔جبرائیلؑ تو امین بن کے آیا۔اگر وہ دیکھنے لگے تو امین کیسے رہے گا۔لفظ امین جبرائیلؑ نے خود اپنے آپ کے ساتھ نہیں لگایا۔اللہ نے لگایا ہے تو پھر ماننا پڑے گا کہ جیسے قرآن آیا ویسے جبرائیلؑ نے پہنچا دیا۔

بھئی !

جبرائیلؑ نزول میں واسطہ ہے تعلیم میں نہیں کیوں ؟

اب مَیں سوال کرتا ہوں کہ جب قرآن امانت ہے، جبرائیلؑ امین ہے تو یہ بتائیں کہ امانت ہمیشہ اُس مالک کو پہنچائی جاتی ہے جو پیچھے چھوڑ آیا ہو۔مکہ و مدینہ میں رسول آیا مگر امانت تو اوپر رہ گئی تھی۔۔۔(نعرہ حیدری)

تو جبرائیلؑ پڑھانے نہیں آیا، بلکہ امانت لوٹانے آیا ہے۔

توجہ!

عبدالملک بن سلیمان ایک شخص ہے وہ کہتا ہے کہ مَیں گذر رہا تھا ایک قبرستان کے قریب سے تو ایک قبر کھلی ہوئی تھی۔مَیں نے دیکھا کہ وہاں کوئی تحریر پڑی ہے، جونہی مَیں نے نیچے جھک کر وہ تحریر دیکھی تو وہ عبرانی زبان میں تھی، جب وہ تحریر مَیں نے

دیکھی تو مَیں نے سوچا کہ مَیں تو عربی ہوں، مگر یہ تحریر عبرانی ہے اَب جو عبرانی زبان کو جانتا ہوگا اُس سے پوچھتے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ ایک عالم تھا عبرانی زبان کا مَیں نے وہ تحریر اُس کے سامنے رکھی، اس تحریر کو دیکھتے ہی اُس کی آنکھیں کھل گئیں۔ اس نے کہا کہ یہ حضرت موسیٰؑ کے صحابی کی تحریر ہے۔

مَیں نے کہا: اس نے جو لکھا ہے وہ سب مجھ کو بتادے۔

اُس نے کہا۔ تحریر میں حضرت موسیٰؑ اور جناب خضرؑ کا واقعہ لکھا ہے، جب جناب موسیٰؑ جناب خضرؑ سے پڑھنے کے لئے گئے تھے وہ راز کس لئے دیتے تھے۔؟

جناب خضرؑ اَمری حکومت کا نمائندہ ہے۔ نبی نہیں ہیں۔

ایک دِن جناب موسیٰؑ نے کہا: مجھ جیسا کوئی عالم ہے ہی نہیں۔ جناب موسیٰؑ نے جناب خضرؑ سے کہا، مَیں تجھ سے پڑھنا چاہتا ہوں۔

فرمایا تجھ میں صبر نہیں ہے۔ جناب خضرؑ کے پاس کون پڑھنے کے لئے گئے تھے ؟ جناب موسیٰؑ۔ جناب موسیٰؑ جب آئے تو جناب خضرؑ نے تین راز بتائے اور جناب موسیٰؑ واپس چلے گئے بھئی۔۔۔۔ تین راز بتائے۔ موسیٰؑ نبی ہے، رسول ہے، صاحبِ شریعت ہے مگر اَمری حکومت کے نمائندے کے تین راز نہیں سمجھ سکا۔

امامؑ نے فرمایا۔

اگر جناب موسیٰؑ صبر کرتے تو جناب خضرؑ انہیں 70 راز بتاتے کہ جناب موسیٰؑ حیران ہو جاتے۔

چھٹے امامؑ نے فرمایا: اگر جناب خضرؑ میرے سامنے ہو تو مَیں 700 راز بتاؤں جنھیں سن کر خضرؑ بھی حیران ہو جاتے۔۔۔ (نعرہ حیدری)

خیر۔۔۔۔!

اُس نے کہا :اس پہ جو تحریر لکھی ہو وہ بتائیں۔ کہا اس میں لکھا ہے کہ جناب خضرؑ سے ہو کر جناب موسیٰؑ واپس گھر آئے تو ان کے بھائی جناب ہارونؑ نے کہا کہ بھائی موسیٰؑ آپ وہاں گئے تھے کیا ہوا۔؟ خضرؑ نے کیا بتایا ؟

فرمایا خضرؑ کا علم ایسا تھا جو نقصان دہ نہیں تھا۔ اچھا پھر کیا ہوا ؟

کہا : عجیب واقعہ یہ ہوا جناب خضرؑ اور جناب موسیٰؑ جب واپس آرہے تھے نہر کے کنارے سے،وہاں ایک پرندہ اُترا،تو ہم نے اس پرندے کو دیکھا، جب دیکھا تو ہماری نظریں ادھر ہو گئیں ۔اَب اُس پرندے نے ایک قطرہ پانی کا لیا اور مغرب کی طرف پھینکا،ایک قطرہ لیا اور مشرق کی طرف پھینکا،ایک قطرہ لیا اور شمال کی طرف پھینکا،ایک قطرہ لیا اور جنوب کی طرف پھینکا۔ایک قطرہ لیا اور آسمان کی طرف پھینکا ۔آخر میں ایک قطرہ لیکر پھر سمندر کے اندر پھینک دیا۔ جب یہ عمل ان دونوں نے دیکھا تو جناب خضرؑ نے کہا۔ بھائی موسیٰؑ یہ کیا ہے ؟جناب موسیٰؑ نے کہا، مجھے بھی خبر نہیں ہے مگر آپ جو مجھے پڑھانے آئے ہیں آپ بتائیں کہا، مجھے بھی خبر نہیں ہے۔بس جیسے ہی جناب خضرؑ نے یہ کہا کہ اچانک ایک ذیشان انسان آیا۔ بھئی ۔اسی لئے جناب علی علیہ السلام نے فرمایا:

انا معلم خضر و موسیٰ

موسیٰؑ اور خضرؑ کو پڑھانے والا مَیں علی علیہ السلام ہوں۔(نعرہ حیدری)

کیا دیکھا ؟ایک ذیشان انسان آیا۔اس نے کہا، کیوں پریشان ہو ؟

کہا: سرکارؑ !یہ پرندے نے کیا کیا ؟

فرمایا : اس نے تمہیں یہ بتایا ہے کہ آخری زمانے میں ایک خاتم النبیین پیغمبر آئے گا اُس کی نبوت کا دائرہ مغرب سے مشرق تک، شمال سے جنوب تک، زمین سے آسمان اور معراج تک وسیع ہوگا۔ پھر اس پرندے نے ایک قطرہ لے کے ایک قطرے میں ڈال کر تمہیں یہ سمجھایا ہے کہ اسی نبی ؐ کا ایک جانشین ہوگا تمہارا علم اس کے مقابلے میں ایسے ہوگا، جیسے سمندر کے مقابلے میں قطرہ ہوگا۔۔ (نعرہ حیدری)

توجہ :

اَب یہ جو علم دے دیا اس عِلم کا نام ہے عرش اور یہ جو دوسرا عِلم ہے اس کا نام ہے کُرسی ،اس کرسی والے عِلم کا نام ہے، عِلم غیب اس کو کہتے ہیں عِلم مکنون۔ چھپا ہوا عِلم۔ علمِ مخزون۔ علم غیب اس کو کہتے ہیں مقام بداء اس کو کہتے ہیں لوحِ محو و اثبات یعنی اسی میں جو کاٹ دیا جائے، جو بڑھا دیا جائے،

اللہ کی لوحِ محو و اثبات کا نام آلِ محمدؑ ہے۔ (نعرہ حیدری)

یہ کون سا عِلم ہے ؟

علم غیب سائیں۔!

اَب مَیں اللہ سے ہاتھ باندھ کر عرض کرتا ہوں، اے اللہ بتا۔ اچھا پہلے مَیں آپ سے ایک سوال کرلوں وہ یہ کہ اللہ کو عِلم اپنے پاس رکھ لینا اچھا ہے یا دینا اچھا ہے؟ دینا اچھا ہے۔ اللہ !تُو بتا کہ یہ عِلم تیرے لئے رکھنا بہتر ہے یا دینا بہتر ہے ؟ کہا دینا بہتر ہے۔

بھئی۔! دینا صرف بہتر نہیں بلکہ ضروری ہے، صرف ضروری بھی نہیں بلکہ لازم ہے۔ اے اللہ !تو ہمیں بتا کہ یہ عِلم غیب تو نے دیا ہے یا نہیں دیا؟

قرآن تُو بتا کہ یہ علم غیب اللہ نے کسی کو دیا ہے یا نہیں ؟ فوراً جواب آتا ہے، آیت الکرسی پڑھو۔ اَب جب ہم نے آیت الکرسی پڑھی تو اس میں آیت سامنے آئی لا یحیطون بشی ءمن علمہ۔ (سورہ بقرہ، آیت ۲۵۵) کوئی اس کے اس علم غیب کا احاطہ نہیں کرسکتا إلا ۔(سورہ بقرہ، آیت ۲۵۵) مگر توجہ :جب " إلا " آجائے تو پھر اثبات شروع ہو جاتا ہے جیسے لا الہ الا اللہ، الہ کی نفی ہو گئی اللہ کا ثبوت ہو گیا

لا یحیطون بشی ءمن علمہ۔ یہ علم کون سا ہے ؟

علم غیب۔

اس علم غیب کا کوئی بھی احاطہ نہیں کرسکتا۔ اِلا مگر بماشاءَ وہ کرسکتے ہیں جو مشیت اللہ ہیں۔ توجہ :شاءَ جتناوہ چاہے۔

میرے بھائیو۔۔۔امامؑ سے پوچھا گیا یہ" شاءَ "کیا ہے ؟

امامؑ نے فرمایا: اذا شاءَ شئنا و اذا شئنا شاءَ ۔جب وہ چاہتا ہے تو ہم چاہتے ہیں اور جب ہم چاہتے ہیں تو وہ چاہتا ہے۔ اَب سمجھ آئی کہ جب وہ چاہتا ہے تو یہ چاہتے ہیں اور جب یہ چاہتے ہیں تو وہ چاہتا ہے۔ اب سورہ دھر میں فرماتا ہے ما تشاءُ ون الاان یشاء اللّٰہُ (سورہ دھر، آیت ۳۰)

اے آلِ محمدؐ ! تم چاہتے ہی وہی ہو جو اللہ چاہتا ہے۔

کیا مطلب ؟

اللہ کہتا ہے :اے آلِ محمدؐ ! مَیں نے تمہیں دُنیا میں بھیجا۔

تم نے وہ کیا جو مَیں نے چاہا، اَب میرا عدل یہ ہے کہ قیامت والے دن مَیں وہ کروں

جوتم چاہو گے (نعرہ حیدری)

ذکر مصائب۔

بس عزادارو۔۔۔!

میرے امامؑ فرماتے ہیں :ہمارے غم میں ایسے رویا کرو جیسے بوڑھی ماں جوان بیٹے کے غم میں روتی ہے۔

سرکارِ دو عالمؐ کا وقتِ آخر ہے آپؐ آرام فرما رہے ہیں اس وقت جناب سیدہ طاہرہؑ اپنے بابا کے ہاتھوں کو چوم رہی ہیں اور رو رہی ہیں، اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی آواز آئی مَیں رسول خداؐ سے ملنا چاہتا ہوں۔ بی بی نے پیغام بھجوایا کہ بابا ابھی آرام کر رہے ہیں۔ ابھی ملاقات نہیں کر سکتے، تھوڑی دیر کے بعد آنا روایت میں ہے کہ تھوڑی دیر کے بعد اس نے پھر دستک دی۔ جب ہوئی تو جناب سیدہؑ کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے اور رسولؐ کے ہاتھوں پہ گرے تو تڑپ کے اُٹھے رسولؐ نے فرمایا :بیٹی !میری زندگی میں کس نے تجھے رُلا دیا ؟

بی بیؑ نے فرمایا :

بابا ایک آدمی دروازے پر آیا ہے اس کو مَیں نے روکا ہے لیکن دوبار اس نے دستک دی ہے۔

رسولؐ نے فرمایا :بیٹی !وہ آدمی نہیں ہے وہ ملک الموت ہے۔ وہ کسی کے دروازے پہ جا کر اجازت نہیں مانگتا، یہاں صرف تیرا اَدب ہے کہ وہ ابھی تک دروازے پر کھڑا ہے اور اجازت لے رہا ہے۔

عزادارو !

یہ کہہ کہ رسول ؐ نے اپنی بیٹی کے سر پہ بوسہ دیا اور فرمایا: بیٹی ! صبر کرو، اسے مل لو۔

عزادارو۔۔رسول ؐ صبرِ کُل ہے، جناب سیّدہؑ صبرِ الٰہی ہیں

بی بی نے فرمایا :بابا !اجازت ہے۔

ملک الموت آیا۔سرکار ؐ کو سلام کیا، تحفہ درود وسلام کے بعد کہا ۔

:سرکار !خالق کہہ رہا ہے، مَیں ملاقات کا متمنی ہوں اگر آپ چاہتے ہیں۔سرکارؐ نے فرمایا۔ملک الموت ذرا ٹھہر جا جبرائیلؑ آرہا ہے۔ان کو آنے دیں۔ملک الموت نے کہا ٹھیک ہے سرکارؐ۔

جناب جبرائیلؑ آئے، تحفہ درود وسلام کے بعد سرکار ؐ کو کافور پیش کیا اور سرکار ! یہ کافور لے لیں، جنت سے آیا ہے مَیں نے آپ تک پہنچا دیا ہے۔اللہ نے فرمایا ہے کہ اس میں سے اپنا حصہ لے لو اور باقی حصہ اہل بیتؑ میں تقسیم کردو۔

رسول ؐ نے اپنا حصہ الگ کر دیا، ایک حصہ جناب علی علیہ السلام کو دیا۔ایک حصہ جناب سیّدہؑ کو دیا۔ایک حصہ جناب حسنؑ کو دیا اور جب حسینؑ کی باری آئی تو کافور ختم ہو گیا۔

حسینؑ نے نانا کے گلے میں باہیں ڈال کے کہا: نانا !سب کو حصہ دیا ہے، مجھے کیوں نہیں دیا۔؟

رسول ؐ کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے، تیرہ مرتبہ، گلا چوم کے کہا۔بیٹا حسینؑ !کافور کی انھیں ضرورت ہے جن کو غسل دینے والا ہو۔تیرا سجادؑ پابندِ سل سل ہو کے تیری لاش سے قریب سے گزرے گا،لیکن کربلا کی ریت اور خون تمہارے اس کافور کا کام دیں گی۔

وسیعلم الذین ظلموا ی منقلب ینقلبون۔

# چوتھی مجلس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ۔

سورہ ھود آیت نمبر ۷

مَیں نے آپکے سامنے بارھواں پارہ، سورہ ھود کی آیت نمبر ۷ تلاوت کی ہے جس میں خلاقِ دوعالم ارشاد فرماتا ہے۔

وَھُوَ الَّذِی ۔اور وہ وہ ہے۔

ابھی جناب نے مجھے رُقعہ دیا ہے جس میں درج ہے کہ آلِ محمدؑ کیا نہیں ؟

خیر !

اور وہ وہ ہے۔اس" وہ "کو یہ بتائیں گے کہ وہ کیا ہے۔آلِ محمدؑ اس کی ھویت بتائیں گے۔ھویت اس کی ذات ہے، آلِ محمدؑ اس کی صفات بتانے نہیں آئے، ذات بتانے آئے ہیں۔

دیکھئے :مَیں نے عرض کیا کہ انبیاءؑ اللہ کی صفات بتانے آئے مگر آلِ محمدؑ اللہ کی ذات بتانے آئے، اسی وجہ سے جب یہ اس کی ذات بتائیں گے تو پھر کمال ہی بتائیں گے۔دیکھئے۔مخلوق کی صفت پر اُسے قیاس ہی نہیں کیا جاسکتا کیونکہ مخلوق کی صفت ہی

ناقص ہوتا ہے۔

خدا کی قسم۔۔۔!

چودہ اللہ کے کمال کا اثر ہیں مخلوق نہیں ہیں۔دیکھیں۔انھیں اثر ہونا ضروری ہے، مخلوق ہونا ان کے لئے نقص ہے لیکن انھوں نے جو اپنے آپ کو مخلوق کہا یہ ان کی دیانتداری ہے، ان چودہؑ کی دیانت داری ہے کہ انھوں نے کہا کہ ہم مخلوق ہیں ورنہ یہ اثر ہیں اللہ کے کمال کا، نور کا، جو وہ نور ہے، ہمیں نہیں خبر کہ وہ کیسا ہے، عقل میں تو آتا نہیں۔

فرمایا: تم میری ذات کو نہیں سمجھ سکتے، میرا اثر دیکھو۔اثر آلِ محمدؑ ہیں، ان کو دیکھتے جاؤ، مجھے پہچانتے جاؤ۔

ان کو کیا بنایا ؟

اپنا اثر بنایا۔توجہ ! یہ جو آگ کی حرارت ہے، یہ حرارت آگ کی مخلوق نہیں ہے، آگ کا اثر ہے۔

پوچھا گیا: مولاؑ ! آپ اثر کیسے ہیں ؟

فرمایا : ہم اللہ کا اثر ایسے ہیں کہ ہمارا نور ایسے جدا ہوتا تھا جیسے سورج سے شعائیں جدا ہوتی ہیں۔

دیکھیں ! یہ جو روشن ہے اس کی یہ جو شعاع آرہی ہے یہ اس کی مخلوق نہیں ہے، یہ اس کا اثر ہے۔

دیکھیں۔یہ سورج اور ہے، شعائیں اور ہیں، شعائیں سُورج نہیں ہیں۔شعائیں شعائیں ہیں، سورج سورج ہے لیکن شعائیں ہوتی کس کے لیے ہیں ؟

پہچان کے لیے۔اگر سورج بادلوں میں بھی چھپا ہوا ہو، شعائیں ہیں تو ثبوتِ سورج

ہے۔اللہ نے سامنے آنا نہیں۔

ان چودہ" کا ہونا ثبوت ہے کہ وہ ہے۔۔۔(نعرہ حیدری)

اچھا !ان کو کیسے بتایا ؟

اثر ہو سکتا ہے یا نہیں ؟ یہ جو نور آ رہا ہے یہ کیا ہے ؟اثر ہے۔

اس اثر نے بتایا ہے کہ وہ ہے۔اگر یہ اثر نہ ہوتو کون مانے گا،اس لئے اللہ نے چودہ" سامنے کر دیئے ہو یکھو انہیں ,تم الف انار پڑھتے ہو۔تمہارا علم ب بکری والا ہے،دکھائی بکری جاتی ہے پڑھائی ب جاتی ہے۔دکھائی کیا جاتی ہیں؟شکلیں۔بتاتی کیا جاتی ہے ؟ب۔

انار دکھایا جاتا ہے سمجھایا الف جاتا ہے۔

تو اللہ نے بھی کہا کہ چونکہ یہ شکلوں سے پہچانتے ہیں۔

فرمایا :یہ وَجۡہُ اللّٰہ ۔ہیں یہ میرا چہرہ ہیں، مجھے ناراضگی نہیں آتی ،راضی ہونا میرا کام نہیں،علی علیہ السلام کا کام ہے۔اگر علی علیہ السلام راضی ہے تو پھر رضی اللہ بنتے ہیں۔علی علیہ السلام کو راضی کرلو،وہ راضی ہے۔۔۔(نعرہ حیدری)

توجہ !

یہ اختراع ہیں اول ما خلق اللّٰہُ نوری و ابتداع من نورہ۔

فرمایا : اللہ نے اپنے نور سے ہمیں ابداع کیا۔توجہ۔اسی ابداع کو باری ء کہتے ہیں

ھو اللہ الخالق الباری المصور ۔اللہ کون ہے ؟

خالق۔جو شیء سے شیء بنائے اُسے خالق کہتے ہیں،جو مادے سے شیء بنائے اُسے

خالق کہتے ہیں۔ جو لاشی ء سے شی ء بنائے اُسے باری کہتے ہیں۔توجہ۔۔۔اللہ نے ان چودہ (معصومینؑ) کو اپنے نور سے بنایا جو لاشی ء ہے، جو شی ء نہیں ہے۔

دیکھئے۔ یہ جو کہتے ہیں نا کہ اللہ نے ان کو لاشی ء سے بنایا تو لاشی ء کے معنی یہ نہیں ہیں کہ کوئی شی ء ہی نہیں بلکہ شی ء کا اس پر اطلاق ہی نہیں ہوتا۔ اللہ وہ ذات ہے جو شی ء ہے ہی نہیں۔ آلِ محمدؑ بھی شی ء نہیں ہیں۔ اسی لئے کہ جو شی ء ہوتی ہے وہ ہلاک ہو جاتی ہے۔

بہرحال۔۔۔ان کو ابداع کیا اور ابداع کو باری کہتے ہیں، اللہ خالق ہے عالمین کا اور باری ء ہے آلِ محمدؑ کا۔

توجہ۔۔۔۔۔اللہ کے پیدا کرنے کے دو طریقے ہیں۔

(۱)۔خالق (۲)۔باریٔ

باریٔ کا معنی ہے لاشی ء سے شی ء بنانا۔

اللہ کیا ہے ؟ شیءِ لیس کالاشیاءِ ۔وہ شیٔ کی مانند ہی نہیں ہے لیس نور کالانوار ۔وہ نور ہے مگر نوروں جیسا نہیں ہے۔

دنیا والو !

اب بتانا کہ کوہ طور پر جو نور چمکا ہے وہ اللہ کا نہیں تھا بلکہ علی علیہ السلام کا نور تھا۔۔۔(نعرہ حیدری)

توجہ۔۔۔جناب موسیٰؑ نے دُور سے دیکھا تو فرمانے لگے کہ مَیں مانوس آگ دیکھ رہا ہوں۔

عزیزو۔۔۔آگ نور کی صورتِ جلالی کا نام ہے۔دُور سے جناب موسیٰؑ نے جب

آگ دیکھی تو کہنے لگے کہ یا تو یہاں کوئی آبادی ہے یا کہ آگ ہے۔ معلوم ہوا کہ نبی بھی اِن کے نُور کو نہیں سمجھ سکتا۔

توجہ۔ فلما جاۤءھا (سورہ نمل، آیت ۸) جب پہنچ گئے وہاں جہاں سے یہ آگ نکل رہی تھی، کہاں سے نکل رہی تھی ؟ زیتون کے درخت سے۔ اُس درخت میں سے نداء آئی، ایسا لگا کہ کوئی اس درخت میں ہے، چونکہ وہ زیتون کا درخت تھا، نسبت تھی آواز دینے والے کی اس میں رہنے والے کی لہذا اللہ نے قسم کھا لی والزیتون۔(سورہ تین، آیت ۱) زیتون کی قسم۔

توجہ۔۔ اسی شجر سے زیتون کے درخت سے جو ندا آئی ہے لہذا مولا علی علیہ السلام کی آپ جب زیارت پڑھتے ہیں اس میں یہ جملہ ہے۔

السّلام علیک یا شجرة الندآءِ

سلام ہو آپ پر اے شجرہ نداء۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

فلما جاۤءھا۔(سورہ نمل آیت ۸) جب جناب موسیٰؑ پہنچے نودی۔ جناب موسیٰؑ کو ندا دی گئی۔ مولا علیؑ فرماتے ہیں۔ اللہ ندا نہیں دیتا۔

توجہ انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون۔(سورہ یٰسین، آیت ۸۲)

خلافت الٰہیہ پڑھیں !!اس میں فرماتے ہیں کہ اللہ نہ کوئی آواز ہے جو سُنی جائے، نہ کوئی ندا ء اللہ سے جو کان سے ٹکرائے کل ارادتہ ایجادہ۔ بلکہ وہ اِرادہ کرتا ہے شیء بن جاتی ہے۔ یہاں کیا ہوا ؟ نودی۔ جناب موسیٰؑ کو نداء دی گئی۔ آخر کوئی تو نداء دینے والا ہے، کیونکہ اللہ کی طرف سے نداء دینے کا تصور

ختم۔جناب علی علیہ السلام واضح لفظوں میں فرماتے ہیں هو یقول لا بلفظ ۔اللہ کہتا ہے مگر لفظوں کے ساتھ نہیں ۔مولاً جب وہاں لفظ ہی نہیں ہیں ۔آواز ہی نہیں ہے،آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ وہ کہہ رہا ہے ؟

توجہ ہے۔۔۔۔وہاں ندا نہیں ہے۔تو جب وہاں ندا نہیں ہے نودی ۔ندا دی گئی۔

ندا کے لئے آواز کا ہونا ضروری ہے۔

اچھا۔۔!ندا کا کیا معنی ہے ؟ندا دی جاتی ہے دُور والے کو،کلام کیا جاتا ہے قریب والے سے۔ندا کی تعریف کیا ہے ؟

ایک ہوتا ہے ندا دینے والا،ایک وہ ہوتا جس کو ندا دی گئی،ندا دینے والے کو کہتے ہیں داعی ،جس کو ندا دی جاتی ہے اس کو کہتے ہیں مدعو۔اب ندا کی تعریف یہ ہے کہ داعی کا مدعو کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی طلب کا نام ہے ندا یعنی کوئی آگ میں جو طلب رکھتا ہے کہ موسیٰ ، میری طرف متوجہ ہو بھئی !جو ایسے کرے وہ مخلوق ہے،وہ اللہ ایسا نہیں ہے نہ ندا دینے والا کون ہے ؟اللہ نہیں ہو سکتا۔ندا دی گئی جناب موسیٰ کو ۔کیا۔ ؟ ان بورک۔کہ برکت دی گئی ہے۔

اچھا !

برکت کسے کہتے ہیں ؟

تبارک الذی بیدہ الملک ۔(سورہ ملک،آیت ا)

بابرکت ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ملک ہے۔برکت کیا ہوتی ہے ؟برکت کی لفظ مخصوص ہے اللہ کے لئے۔

خانہ کعبہ کیا ہے ؟

اوّل بیت کو مبارک کہا گیا یا نہیں ؟

ان اول بیت وضع للناس للذی ببکته

مبارکا۔(سورہ آلِ عمران)

توجہ :جہاں بھی قرآن میں مبارک کی لفظ آئی ہے وہ آئی ہی آلِ محمدؑ کے لئے ہے۔

بہر حال۔۔۔ان بورک ۔(سورہ نمل۔آیت ۸)

برکت میں زیادتی کا معنی نہیں ہے۔اللہ میں زیادتی کے معنی کا کیا تصور ہوگا۔آپ اپنے لئے کہتے ہیں کہ جی مال میں برکت ہو جائے یعنی بڑھ جائے لیکن اللہ کے لئے برکت کا تصور نہیں ہے۔جب آلِ محمدؑ کو مبارک کہا، یہاں کوئی بڑھنے کا تصور نہیں ہے، اس لئے کہ بڑھا وہاں جاتا ہے جہاں کمی ہو، جب یہاں کمی نہیں ہے تو پھر برکت کے کیا معنی ہیں ؟ برکت کے معنی ہیں کہ جب سے ان کا وجود ہے اور جب تک رہے انھیں کوئی رجس چھو نہ سکے اسے مبارک کہتے ہیں۔

توجہ۔ان بورک۔(سورہ نمل، آیت ۸) برکت دی گئی ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ ایسی مبارک جگہ ہے جہاں وہ ندا دینے والا بیٹھا ہے اور ندا دے رہا ہے ان بورک من فی النار ۔''من'' کے معنی آدمی، ''من'' کے معنی ذوالعقول برکت دیا گیا ہے وہ جو آگ میں ہے ''فی'' ظرفیت کی ہے، اگر یہاں اللہ مراد لیتے ہیں اگر اللہ آگ میں آ گیا تو اللہ کہاں رہتا ہے۔جو آگ میں ہے وہ برکت دیا گیا ہے۔معلوم ہوا کہ اسے برکت دینے والا کوئی اور ہے بھی !

جو آگ میں ہے وہ اللہ نہیں ہے۔جو آگ میں ہے وہ برکت دیا گیا ہے مـــن؟

فی النار ۔(سورہ نمل، آیت ۸) جو آگ میں ہے وہ برکت دیا گیا ہے معلوم ہوا کہ کوئی برکت دینے والا اسے اور ہے جو اس سے بھی بالا ہے اور وہ بالا کون ہے؟ اللہ۔ معلوم ہوا کہ جو آگ میں ہے وہ اللہ نہیں ہے من فی النار ۔جو آگ میں ہے وہ برکت دیا گیا ہے وَمَنْ حولها ۔اور جو اس واقعہ کا ماحول ہے اس کو بھی برکت دی گئی اذ قال موسیٰ لاھله ۔میرے حبیبؐ ! وہ وقت یاد کرو جب موسیٰؑ نے اپنے اہل سے کہا۔ رسولؐ کو کیا بنایا ؟اس واقعے کا گواہ بنایا۔ بھئی۔قرآن میں جب بھی ''اِذ'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے گواہی کے لئے ہوتا ہے تو من حولها ۔کس کے لئے ہے ؟

رسولؐ کے لئے۔تو اس کے ماحول کو بھی جو گواہوں کے درمیان ماحول ہے وہ بھی برکت دیا گیا اور جو آگ میں ہے وہ بھی برکت دیا گیا ان بورک من فی النار ومن حولها ۔جو برکت دیا گیا ہے وہ کیا کہہ رہا ہے سبحان اللہ رب العالمین ۔اللہ سبحان ہے جو عالمین کا رب ہے۔ بھئی : جو عالمین کا رب ہے وہ آگ میں نہیں آسکتا۔

توجہ :

نداء دی گئی۔اے موسیٰؑ ۔دیکھئے ! نداء کو آپ سمجھ گئے کہ نداء کسے کہتے ہیں۔اَب نداء دینے والا چاہتا ہے کہ موسیٰؑ میری طرف متوجہ ہو، جو متوجہ ہوگا اس کے محاذ میں وہ سامنے ہوگا، اللہ کسی کے سامنے نہیں ہے اور پھر ''فی'' ظرفیت کا معنی دے رہا ہے، وہاں ظرف و مظروف کا تصور ہے، جو آگ میں ہے وہ مظروف ہے آگ ظرف ہے، وہاں اللہ نہیں ہوسکتا، آگ میں جو ہے وہ برکت دیا گیا ہے ومن

حولہا ۔یہاں بھی'' من'' آیا تو یہاں 'من' سے مراد کون ہے ؟

رسولؐ ۔معلوم ہوتا ہے کہ کوہِ پر اکیلا علیؑ نہیں ہے بلکہ رسولؐ بھی ہے مـــن حـولہا ۔اس کے ماحول کو بھی برکت دی گئی ۔اب جوان کو بھی برکت دی گئی ۔اب جوان کو بھی برکت دینے والا ہے وہ کون ہے؟

اللہ ۔اَب جو آگ میں ہے جس کو برکت دی گئی ۔اس نے کہا سبحان اللّٰه ربّ العالمین ۔

اللہ لفظیں نہیں بول سکتا ،ورنہ قرآن لکھا ہوا آتا ،مَیں نے ایک مجلس میں کلام اللہ اور کتاب اللہ کا فرق بتایا تھا ، کہ کلام اللہ اور کتاب اللہ میں فرق یہ ہے کہ جتنی کتابیں آتی ہیں آسمان سے وہ لکھی ہوئی آتی ہیں ۔وہ کتاب اللہ ہیں کلام اللہ نہیں ہیں مگر قرآن وہ ہے جو رسول اللہ کے پڑھنے سے کلام اللہ بھی ہو گیا ، کتاب اللہ بھی ہو گیا۔

قرآن کیا ہے ؟

کلام اللہ بھی ہے، کتاب اللہ بھی ہے۔

اب کلام اللہ کیسے بنا ؟

صرف رسولؐ کی زبان پر جاری ہوا ،ان کے جاری ہونے سے کلام اللہ بنا۔

دُنیا والو !لکھ لو لوحِ دل پر کہ جس کی زبان پر کلام اللہ جاری ہو وہاں ہذیان نہیں ہوتا ۔۔۔(نعرہ حیدری)

بورک مـن فی النّار و مـن حولہا سبحان اللّٰه رب العالمین ۔(سورہ نمل)

جو عالمین کا ربّ ہے وہ سبحان ہے ۔سبحان کبھی آگ میں نہیں آسکتا ۔یہ موسیٰؑ کو بتایا

کہ اللہ سبحان ہے آگ میں نہیں آسکتا۔اب تو پہچان کہ جو آگ میں ہے وہ کون ہے۔وہ اللہ کی پہچان کے لئے آیا ہے،اللہ نہیں ہے،معلوم ہوا کہ چودہ ؑ کو ان انبیاء ؑ کو بھی بتانا پڑھا کہ اللہ کیا ہے۔

نداء آئی یا موسیٰ اللہ ۔اے موسیٰ ؑ !بیشک وہ۔

وہ کون ؟

وہ جو آگ میں نہیں آسکتا،جو سبحان ہے۔اے موسیٰ ؑ !

جو آگ میں نہیں آسکتا انا اللّٰہُ۔میں اللہ ہوں۔

توجہ :انہوں نے پہلے کہہ دیا کہ ہم اللہ نہیں ہیں۔لیکن اللہ سمجھائیں کیسے۔

دیکھیں !اللہ نے کبھی سامنے آنا نہیں۔علم میں نہیں آتا۔عقل میں نہیں آتا۔اِدراک میں نہیں آتا۔اس فہم میں نہیں آتا۔تصور میں نہیں آتا۔تصور سے بھی ماورٰی ہے ۔جب بھی اللہ کو منوانا ہوگا،اللہ نام لے کے منوانا ہوگا۔کیسے منوائیں گے ؟

اللہ ذات نہیں ہے۔اللہ تو اِسم ہے،جو ذات ہے وہ تو مسمّٰی ہے لیکن اس کا نام اللہ کیسے بتایا جائے گا کہ وہ اللہ ہے ؟

یہ کمال ہے اللہ کا کہ اس نے علی علیہ السلام کو ایسا بنایا ہے،کہتا ہے مَیں اللہ ہوں،وہ اللہ ہوگیا،یہ علی علیہ ہوگیا۔(نعرہ حیدری)

ذکر مصائب۔

بس !

میرے امام ؑ فرماتے ہیں،ہمارے غم میں ایسے رویا کرو جیسے بوڑھی ماں جوان بیٹے

کے لاشہ پر روتی ہے۔

عزادارو ۔بی بی پاکؑ فرماتی ہیں کہ جب سے امام حسین علیہ السلام میرے شکمِ اطہر میں آئے تو مَیں ہر وقت روتی رہتی تھی۔

عزادارو۔۔بتولؑ ہمیشہ روتی رہتی تھیں کہ ایک دن امام حسین علیہ السلام نے شکمِ مادر سے باتیں کیں۔بی بی باتیں کیں وہ رونا کم ہو گیا۔جناب اُمِ ایمن کہتی ہیں کہ جب مَیں نے گفتگو سنی تو مَیں بی بیؑ کے پاس آگئی اور مَیں نے کہا:

بی بی ! آپ کے سوا تو یہاں ہوئی دوسرا نظر بھی نہیں آرہا اور آپؑ باتیں بھی کر رہی ہیں۔آپ کن سے باتیں کر رہی ہیں ؟فرمایا میرے شکم میں جو میرا بیٹا ہے یہ مجھے سے باتیں کرتا ہے۔

عزادارو۔۔۔روایت میں ہے کہ ایک دن صبح کی تعقیبات پڑھ کر بی بیؑ بیٹھی ہیں ۔جناب امِ ایمن کہتی ہیں کہ مَیں کسی کام کے سلسلے میں کمرے سے باہر گئی تو اچانک بی بیؑ کے رونے کی آواز میرے کانوں میں آئی،مَیں بھاگتی ہوئی آئی اور کہا :بی بیؑ !خیر یت تو ہے،یہ آپؑ رو کیوں رہی ہیں ؟

فرمایا :امِ ایمن ۔ابھی اس بچے نے مجھے ایسے لفظوں سے سلام کیا ہے کہ مجھے رونا آگیا ہے۔جناب اُمِ ایمن نے کہا۔کیا سلام کیا ہے؟

فرمایا۔اس بچے نے کہا ہے

السلام علیک یا اماہ انا ویدک العطشان۔

عزادارو۔اَب جب ظہر کا وقت آیا اور پھر بی بی تعقیبات میں بیٹھی ہیں،پھر رونے کی آواز باہر سنی اور پھر اُمِ ایمن آئی کہا۔بی بیؑ پھر کیوں رو رہی ہیں۔فرمایا۔بچے نے

ایک دوسرا سلام کیا جس سے میرا گریہ اور بڑھ گیا۔

کیا سلام کیا ؟

فرمایا۔اس بچے نے کہا۔

السّلام علیک یا اماہ انا والدک العریان۔

عزادارو۔جب مغرب کا وقت آیا تو بی بی کی چیخوں کی آواز بلند ہوئی۔جناب ام ایمن آئی، کہا بی بیؑ کیا ہوا۔

فرمایا۔بچے نے کہا۔

السّلام علیک یا اماہ انا ولدک الشھقان۔

بس عزادارو۔اَب بی بیؑ بابا کے پاس گئی۔جیسے گئی، رسولؐ نے دیکھا تو فرمایا۔فاطمہ ایسا لگتا ہے کہ سارا دن روتی رہی ہو۔

فرمایا۔ہاں باباؐ۔میرے شکم میں جو میرا بیٹا ہے اس نے صبح جو سلام کیا ہے، اس کا میں آپؐ سے معنی پوچھنے آئی ہوں۔فرمایا۔ہاں بیٹی پوچھو۔بی بیؑ نے کہا۔بابا اس بچے نے صبح کو کہا کہ امّی مَیں تیرا پیاسا بیٹا ہوں۔

فرمایا۔تیرے حسینؑ کو تین دِن کا بھوکا پیاسا مارا جائے گا۔

بی بیؑ نے کہا۔بابا ظہر کے وقت بچے نے کہا کہ امّاں مَیں تیرا بے کفن بیٹا ہوں۔یہ جملہ سُن کر رسولؐ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور فرمایا۔بیٹی ! شہادت کے بعد تیرے حسینؑ کا لباس بھی لُوٹ لیا جائے گا۔

بی بیؑ نے فرمایا۔مغربین کے وقت بچے نے ایسے الفاظ کہے کہ میری چیخیں نکل گئیں۔

فرمایا۔بابا بچے نے کہا کہ امّاں مَیں تیرا وہ بیٹا ہوں جس کی لاش کو پامال کیا جائے گا۔

رسولؐ نے فرمایا۔ بیٹی تیرے حسینؑ کے نازک بدن پر گھوڑے دوڑائے جائیں گے۔

عزادارو۔

اس وقت بی بیؑ نے کہا۔ بابا آپؐ ہوں گے، اُس وقت ؟ کہا :باباعلیؑ ہوں گے؟ فرمایا۔ وہ بھی نہیں ہوں گے۔ کہا۔ کیا مَیں زہراؑ ہوں گی؟ فرمایا۔ تو بھی نہیں ہو گی۔ کہا۔ باباؐ پھر میرے بیٹے کی لاش پہ روئے گا کون؟

فرمایا۔

اللہ ایک قوم پیدا کرے گا جو قیامت تک ہمارے گھرانے کے غم میں روئے گی۔ اُس وقت بی بیؑ نے فرمایا۔

باباؐ تیری نبوت کی قسم !

قیامت والے دن پہلے انھیں جنت میں بھیجوں گی بعد میں جاؤں گی۔

و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

# پانچویں مجلس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ.

سورہ ھود آیت نمبر ۷

مَیں نے آپ کے سامنے بارھواں پارہ، سورہ ھود کی آیت نمبر سات تلاوت کی ہے

جس میں خلاقِ دوعالم ارشاد فرمارہا ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْ ۔اور وہ وہ ہے۔

جس "وہ" کا کمال ہی سبحان ہواُسے اللہ کہتے ہیں۔

اور وہ وہ ہے۔کیسا وہ ہے ؟

اُس نے ہم تک کون سا کمال پہنچایا ؟

فرمایا: وَهُوَ الَّذِيْ ۔اور وہ وہ ہے۔

دیکھیں !

ابھی ایک بچے نے مجھے ایک چٹ دی ہے، جس میں درج ہے کہ علی علیہ السلام اللہ کے کام کیوں کرتا ہے۔؟ اسے مَیں یہ کہتا ہوں کہ علیؑ سے اللہ کام کیوں کرواتا ہے۔

میرے بھائیو۔۔اللہ ایک دعوٰی ہے، دعوٰی بھی اس نے خود نہیں کیا، انھوں نے کیا

ہے اللہ کا اللہ ہونے کا دعویٰ کہ اللہ ہے، اللہ نے خود نہیں کہا کہ اللہ ہے۔یہ کمال ہے
ان چودہ (معصومینؑ) کا کہ انھوں نے عالمین کو بتایا ہے کہ اللہ ہے۔

خدا کی قسم !

انہوں نے اللہ کا نام بھی رکھا ہے۔

توجہ۔۔۔ارے، اللہ اپنا نام خود وضع ہی نہیں کر سکتا۔جو اپنا نام نہیں بتا سکتا، اپنا کمال کیسے بتائے۔جب اللہ نے اِن چودہؑ (معصومینؑ) کو بنایا نہیں اختراع کیا۔اختراع کی اصل کچھ ہوتی ہے ظہور کچھ ہوتا ہے، چودہؑ فرماتے ہیں کہ اللہ نے ہمارے نور کو اپنے نور سے اختراع کیا۔

توجہ۔۔۔اَب جب مَیں نے تحقیق کی کہ اختراع کیا ہے تو تحقیق کرتے کرتے مجھے یہ ملا کہ پانی اختراع ہے۔یہ پانی کسی حقیقت سے اختراع ہوا ہے، پانی خود پانی نہیں بنا ۔اس سے پیچھے دو گیسیں ہیں۔

(۱)۔ہائیڈروجن (۲)۔آکسیجن

جب یہ دو ملتی ہیں تو پانی اختراع ہوتا ہے۔

توجہ :

پانی اپنے باطن کا ظاہر ہے، یہ کمال ہے بنانے والے کا کہ گیسوں سے پانی بنایا۔اب جو سوال آیا تھا کہ علیؑ سے اللہ کام کیوں کرواتا ہے؟ بھئی۔گیسیں پیاس نہیں بجھاتی، سیراب اختراع کرتی ہے، اللہ بیشک اللہ ہے مگر عالمین کو رزق علی علیہ السلام دیتے ہیں۔۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

مولا علیہ السلام فرماتے ہیں۔

و ابتداع من نوره و اشتق من جلاله و اخترعه من عظمته۔

عظمت سے اختراع کیا۔کیا مطلب ہوا۔؟ جیسے وہ عظیم ہے ذات میں، یہ عظیم ہیں وجود میں۔

بابا۔۔۔۔ یہ عظیم ہیں وجود میں ۔وہ عظیم ہے ذات میں، وہ ذات میں عظیم ہے اس لئے اس کی عبادت ہے، یہ وجود میں عظیم ہیں اس لیے تعظیم ہے، اللہ کی عبادت ہے، آل محمدؑ کی تعظیم ہے اس لئے اللہ کی عبادت کا معیار رسول ؐ بتائے گا۔ان کی تعظیم کا معیار خدا بتائے گا۔عبادت کا معیار رسولؐ بتاتا ہے، رسول ؐ ہی عبادت کرتا ہے اللہ عبادت نہیں کرتا، اللہ تعظیم کرتا ہے، عبادت نہیں کرتا۔

میرے بھائیو۔

عبادت کا معیار رسول ؐ بتاتا ہے یہ عبادت کا معیار تھا کہ معبود نے کہا۔اے حبیبؐ! عبادت کم کردے۔

معلوم ہوا کہ اگر عبادت معیار سے بڑھ گئی ہے تو بیلنس برابر رکھو۔میں ہاتھ باندھ کر کہتا ہوں ۔اے اللہ ا کرنے دے عبادت رسول ؐ کو تو عبادتوں سے تھوڑی معبود بنتا ہے ؟ پلٹ کے جواب آتا ہے کہ بیشک میں عبادتوں سے معبود نہیں بنا۔آخر اس کی جزاء بھی تو دینی ہے۔جزاء میں کیا دوں گا۔

توجہ۔۔۔!

اگر یہ تین دن کی روٹیاں دے دیں، تو تین آیتیں تھوڑی جزاء بنتی ہیں۔

دیکھئے۔انھوں نے روٹیاں دیں تو آیتیں آئیں اللہ کیا کہا۔؟

ان ھذا کان لکم جزاء ۔ (سورہ دھر، آیت ۲۲) یہ "جزاءً" کے آخر میں جو دو زبریں ہیں۔ یہ تنوین تقلیل کی ہے۔

اے آلِ محمدؐ! یہ تیس آیتیں، سورہ دھران روٹیوں کی قلیل سی جزا ہے وکان سعیکم مشکورا۔ عمل شکریہ سے کہا ہے۔

توجہ: عبادت کا معیار رسولؐ بتاتا ہے، ان کی تعظیم کا معیار اللہ بتاتا ہے۔

بس۔ عبادت و تعظیم مسجد نبویؐ میں اکٹھی ہو گئی، رسولؐ ہیں سجدے میں، پشت پہ آ گیا حسینؑ، عبادت کے سارے معیار بلند، مقام مسجد نبویؐ، سجدہ کرنے والا رسولؐ، جزو نماز سجدہ، سارے عمل کمال پر۔ رسولؐ پورے طریقے سے سات اعضاء کو زمین پر رکھے ہوئے ہے عبادت کر رہا ہے، حسینؑ آ کے صرف بیٹھا ہے، جس کا بیٹھنا عبادت بڑھا دے۔ اس کا سجدہ کیا ہوگا۔۔۔۔ (نعرہ حیدری)

توجہ۔۔۔

امام حسینؑ کیسے بیٹھے ہیں؟ نانے کی پشت پہ بیٹھا۔ اب یہاں ہمارے علماء کہتے ہیں کہ یہاں جبرائیلؑ آیا۔ حالانکہ دونوں معصوموں کے درمیان میں جبرائیلؑ کا تصور ہی نہیں ہے اس لئے اگر دو معصوموں کی رہنمائی جبرائیل کرے تو پھر نہ ختم نبوت رہی، نہ امامت رہی۔

توجہ۔۔ حسین علیہ السلام آ کر کہاں بیٹھے؟

پشتِ رسولؐ پر۔ اب علماء بیان کرتے ہیں کہ رسولؐ نے اپنے عدل کے ترازو میں ایک طرف نماز کو رکھا، ایک طرف حسینؑ کو رکھا۔ اب جو وزن کیا تو حسینؑ وزنی نظر آیا۔ حسینؑ اتنا وزنی نظر آیا کہ کمال تک پہنچ گیا۔

میرے بھائیو۔!

یہ حسینؑ کا وزن تھا کہ رسولؐ کا سر نہیں اٹھ سکا۔ اب علماء نے بیان کیا ہے کہ جبرائیلؑ نے آ کر کہا۔ اللہ کہہ رہا ہے کہ جب تک حسینؑ نہ اُتریں اُس وقت تک سجدے سے سر نہیں اٹھانا۔

نہیں۔۔۔۔ کیا رسولؐ کا علم نہیں ہے کہ حسینؑ کا ہے ؟ رسولؐ باعتبار رسول سجدے میں بحیثیت مثل بشر سجدے میں نہیں ہے۔ جس کی پشت پہ نبی آ کر بیٹھے تو نبوت نہ رہے۔ وہاں حسینؑ جلوہ فگن ہے، اللہ جانے امامت کیا مقام رکھتی ہے۔

توجہ : کہا اب جب تک حسینؑ بیٹھا رہے عبادت بڑھا دو۔

اَب مَیں ایک سوال کرتا ہوں کہ بھئی رسولؐ کا اپنا سجدہ خدا جانے کس معیار کا ہو گا۔ اَب جو حسینؑ نے گننا شروع کیا وہ کون سا کمال رہ گیا تھا جو حسینؑ سے پورا ہوا ؟

رسولؐ سجدے میں کہہ رہا ہے

سبحان ربی الاعلی و بحمدہ۔

حسینؑ کہتا ہے۔ نانا ایک۔ دیکھئے۔ نانا پڑھ رہا ہے تسبیح توحید اور حسینؑ کہتا ہے نانا ایک۔ رسولؐ پھر پڑھتے ہیں، حسینؑ کہتے ہیں دو۔

دنیا والو۔۔۔!

حسینؑ نے 70 پر پہنچ کر عترت اور سنت کا فرق بتایا، نماز سنت ہے، حسینؑ عترت ہے، 70 مرتبہ اس سنت کو پڑھوا کے حسینؑ نے یہ بتایا کہ اے دُنیا والو۔ سنت عترت سے 70 گنا ہلکی ہے۔۔۔۔ (نعرہ حیدری)

بس۔۔۔ اس لئے تعظیم ہے، اللہ کی عبادت ہے اس لئے اللہ نے تعظیم پہلے کروائی اور

عبادت بعد میں شروع ہوئی۔اللہ کی عبادت کرنا تعظیم ہے،ان کی تعظیم کرنا عبادت ہے۔۔۔(نعرہ حیدری)

یہاں دو باتیں ہو گئیں تعظیم بھی۔عبادت بھی۔لہٰذا جو بھی علی علیہ السلام کا چہرہ تعظیم سے دیکھے گا اس کی عبادت ہو گی۔۔۔(نعرہ حیدری)

توجہ۔۔!

اللہ نے ان چودہؑ (معصومینؑ) کو اپنا اِسم بنا کے اس دُنیا میں بھیج دیا۔قرآن کی آیت ہے لله الاسماءُ الحسنیٰ ۔(سورہ اعراف،آیت ۱۸۰)

اللہ کے لئے اسمائے حسنٰی ہیں

معصومؑ نے فرمایا نحن اسماء الله الحسنیٰ اللہ کے اسماءِ حسنٰی ہیں

توجہ :عزیزان گرامی !

یہ جو اللہ نے اسماء بنائے ہیں یہ نام ہیں،نام مسٹّی کے غیر ہوتے ہیں۔نام ذات میں شریک نہیں ہے،نام ذات کا جزو نہیں ہے۔

نام ہوتا کیوں ہے ؟پہچان کے لئے۔

بھئی۔۔۔آلِ محمدؐ پہچان ہیں توحید کی۔نام کیا کام کرتا ہے۔پہچان کراتا ہے۔

اِسم میں حالتیں ہوتی ہیں لیکن اللہ ایسا مسٹّی ہے جہاں حالتیں نہیں ہیں،اس کی جتنی حالتیں ہیں وہ اس اسم سے ظاہر ہوئیں۔

اچھا۔۔۔اسم کی کتنی حالتیں ہوتی ہیں۔؟

اسم کی پانچ حالتیں ہوتی ہیں۔

(۱)۔فاعلی حالت جیسے۔اللہ خالق ہے،رازق ہے۔

(۲)۔مفعولی حالت جیسے اللہ معبود ہے، مسجود ہے، محمود ہے۔

توجہ۔۔!

یہ مفعولی حالت ہے کہ وہ محمود ہے یعنی جس کی کوئی حمد کرے، اللہ خود اپنی حمد کرے تو حامد ہے، محمود اِسم کی مفعولی حالت ہے۔وہ محمود ہی نہیں ہوسکتا، اگر حمد کرنے والے نہ ہوں۔وہ محمود کیسے کہلوایا؟ ان کی وجہ سے کہلوایا۔اگر وہ جب سے ہے، جب سے محمود ہے تو پھر جب سے ہے تب سے آلِ محمدؑ ہیں۔۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

توجہ !

جبّار۔قہّار۔بروزن فعّال، یہ پیشے کو بھی ظاہر کرتا ہے خیّاط۔

جبرائیلؑ نے آکے کہا تھا ؟ انا خیّاطُ الحسنین۔

توجہ :

جسطرح خیاط فعّال کا وزن پیشے کو ظاہر کرتا ہے اِسی طرح قرار بھی پیشہ ہے۔فرار بھی پیشہ ہے، معلوم ہوا کہ خیبر میں علی علیہ السلام پہلی مرتبہ قرار نہیں بنا۔۔(نعرہ حیدری)

خیر !

(۳)۔فعلی حالت۔

بھئی۔اللہ کے نام کی فعلی حالت کس سے ظاہر ہوگی ؟ اِسم سے۔اَب واجب ہے اللہ کے لئے کہ وہ علی علیہ السلام کو اپنے نام سے مشتق کرے۔اِسی لئے اللہ بھی علی ہے، علی بھی علی ہے مگر فرق یہ ہے کہ وہ ذات میں علی ہے۔یہ اسم میں علیؑ ۔

توجہ۔۔۔اللہ اللہ ہے۔کیا ہے وہ ؟ اس کا کمال فعلی ذات میں ہے۔اس کا ذات کمال فعلی اسم۔

(۴)۔اسم اشاراتی جیسے وہ وہ ہے۔یہ وہ اللہ نہیں کہے گا۔اسم کہے گا۔اب وہ کون ہے؟ اللہ۔اس وہ کا اسم اشاراتی کون بنے گا ؟

اسم۔اچھا ایک لفظ کہا جاتا ہے۔کیا ؟تُو۔۔۔۔۔یہ" تُو "کون کہے گا ؟

اسم۔اسم اشاراتی وہ،اس کہے گا۔اسم اشاراتی تو۔اسم کہے گا۔وہ کہا تو کون مراد ہے؟ وہ۔پھر اشاراتی میں آتا ہے" مَیں "اب اس کی جگہ " مَیں "کون کہے گا۔؟وہ خود تو" مَیں "نہیں کہہ سکتا اِسی لئے تو حدیثِ قدسی میں فرمایا۔" مَیں چھپا ہوا خزانہ تھا،مَیں نے چاہا کہ مَیں پہچانا جاؤں "

بھئی !

یہ چودہؑ خدا نہیں ہیں لیکن اس کی" مَیں "کون سمجھائے گا ؟

توجہ۔۔۔کیا قلندر سمجھائے گا ؟

آپ کے سب سے بڑے قلندر نے کمال پر پہنچ کے اپنے آپ کو قلندر نہیں کہا بلکہ کہا

**سگِ کوئے شیر یزدانم**۔۔۔(نعرہ حیدری)

ہاں :تو اَب اللہ طرف سے اسم اشارہ کی میں مَیں کی حالت کون بیان کرے گا۔۔؟

اب مَیں پڑھتا ہوں آیت " مَیں "والی اور وہ "مَیں" بھی مولا علی علیہ السلام نے آپ لوگوں سے منوائی ہے۔آپ "مَیں" کہہ کے آئے ہیں تبھی تو یہاں بیٹھے ہیں۔

واذ اخذ ربک من بنی ادم من ظهورهم ذ ريتهم و اشهدهم على انفسهم الست بربكم قالوا بلى شهدنا ۔(سورہ اعراف،آیت ۱۷۲)

میرے حبیبؐ !وہ وقت یاد کرو جب تیرے ربّ نے عہد لیا۔

کیا کہا۔۔۔فرمایا۔میرے حبیبؐ !وہ وقت یاد کرو جب تیرے ربّ نے عہد لیا۔

مولا علیؑ نے فرمایا۔۔عہد لینے والا مَیں تھا۔

توجہ۔۔۔عہد کیسے لیا گیا ؟

مولا علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مَیں نے پشتِ آدمؑ پر ہاتھ پھیرا تو قیامت تک آنے والی اولادِ آدمؑ ذرّ کی شکل میں یعنی چیونٹی کی شکل میں کل اولادِ آدمؑ میدان میں سامنے کھڑی ہوگئی۔مولا علی علیہ السلام فرماتے ہیں میرے اس ہاتھ پھیرنے کا اثر یہ تھا کہ ان کو عقل وفہم ومعرفت عطا ہوگئی۔

ارے: جس کے ہاتھ سے دُنیا کو عرفان ملے اُسے علیؑ کہتے ہیں۔(نعرہ حیدری)

مولا علی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

اسی عالمین کی مخلوق سے عہد لینے والا مَیں علیؑ ہوں۔۔۔(نعرہ حیدری)

عہد کیا لیا ؟

اب عہد لینا تھا اللہ کی ربوبیت کا۔محمدؐ کی نبوت کا۔بارہ کی امامت کا۔

توجہ۔۔۔اب کیسے لے اللہ عہد ؟

بھئی۔۔عہد لیا جائے گا لفظوں سے،تو پھر اللہ کی فعلی حالت کس کو ملے گی ؟

اسم کو۔۔۔اسم بھی علیؑ ہے۔

دُنیا والو۔۔!

اَب علیؑ نے تمام عالمین سے عہد لیا یہ کہہ کر الست بربکم (سورہ اعراف،۱۷۲)

کیا مَیں تمہارا ربّ نہیں ہوں ؟علیؑ نے عہد لیا۔تیرہ نے کہا بَلٰی۔تیرہ نے یہ نہیں کہا کہ علیؑ نے شرک کیا۔بھئی۔اللہ لفظوں سے نہیں کہہ سکتا۔کون کہہ رہا ہے اللہ

کی طرف سے ؟ مولا علیؑ ۔فرمایا الست بربکم ۔کیا مَیں تمہارا رب نہیں ہوں ؟ قالو بلیٰ ۔انھوں نے کہا بیشک

فرمایا ومحمدؐ نبیکم ۔محمدؐ تمہارے نبی ہیں۔

وعلی و اولاد ہ المعصومین ائمتکم۔

مولا علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جنھوں نے اس دن مانا ہے وہ ہمیں یہاں بھی جانے گا۔جنھوں نے وہاں نہیں مانا وہ یہاں بھی نہیں مانیں گے۔

توجہ۔۔۔

جنھوں نے وہاں مانا، اقرار کیا، وہ یہاں اقرار کریں گے، جنھوں نے وہاں انکار کیا وہ یہاں انکار کریں گے۔مولا علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اَب اللہ نے ان کے اقرار کے مقابلے میں جنت بنائی اور انکار کے مقابلے میں جہنم بنائی۔۔(نعرہ حیدری)

بھئی۔۔۔

اقرار کے مقابلے میں جنت بنی، انکار کے مقابلے میں جہنم بنی۔

رسولؐ نے ارشاد فرمایا:

یا علیؑ !

اگر ساری دُنیا تیری محبت پہ جمع ہوجاتی میں جہنم کو پیدا ہی نہ کرتا۔۔(نعرہ حیدری)

ذکر مصائب

بس عزادارو !

مصائب میں اس طرح پڑھوں گا کہ آواز آئی ان کے خیام کو آگ لگا دو اس لئے کہ

اب ان کوئی بجھانے والا نہیں ہے۔

جب امامؑ کی شہادت ہوگئی تو انھوں نے خیام کو آگ لگانے کے لئے ارادہ کیا،
عمر ابن سعد نے ایک شخص کو بلایا اور کہا:

ان کے خیام کو آگ لگادو اس لئے کہ اب ان کا کوئی آگ بجھانے والا نہیں رہا۔

عزادارو۔۔۔وہ ملعون کہتا ہے کہ میں نے بیس آدمی لئے ان کو آگ دی اور کہا کہ چاروں طرف آگ لگادو۔

عزادارو جب آگ لگی تو یہ ملعون کہتا ہے کہ میں کھڑا ہوں، میرے سامنے سے کنات جو جل کے گری جونہی میں اندر داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ ایک چار سال کی بچی ہے وہ ایک خیمے سے نکل کے جب دوسرے خیمے کی طرف جانے لگی تو اس کے کانوں میں میں نے قیمتی دُر دیکھے۔ ایسے دُر میں نے کبھی دیکھے نہیں تھے۔ میں نے وہ دُر اُتارنے شروع کیے لیکن اتنی گہری گرہیں لگی ہوئی تھیں کہ مجھے کافی دیر لگی، جب دیر لگی تو میں نے دیکھا کہ لوگ بھاگتے ہوئے آرہے ہیں۔ خیال آیا کہ کہیں دُر وہ اُتار کے نہ لے جائیں۔ اَب دُر میں نے اُتارے نہیں بلکہ اِس زور سے اُن دُروں کو کھینچا کہ سکینہؑ تڑپتی رہ گئی اور رو کر کہا۔۔۔یا عباساہ

چچا عباسؑ۔ میرے دُر اُتارے نہیں گئے۔ کھینچے گئے ہیں۔

و سیعلم الذین ظلمو ای منقلب ینقلبون ۔

## چھٹی مجلس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ.

سورہ ھُود آیت نمبر ۷

مَیں نے آپ کے سامنے بارھواں پارہ سورہ ھود کی سات نمبر آیت تلاوت کی ہے جس میں خلّاقِ دوعالم ارشاد فرمارہا ہے۔

وھو الذی ۔اور وہ وہ ہے۔

اور وہ وہ ہے۔اَب یہ جوسوال آیا ہے کہ آلِ محمدؐ سے کیسے کلام کرتا ہے؟

دیکھئے۔۔اتفاق سے یہ سوالات منبر ہی پہ آتے ہیں۔

بہرحال۔۔۔! میرے بھائیو۔اللہ خود کلام نہیں کرسکتا۔مولا علی علیہ السلام بیان فرماتے ہیں۔

ھو یقول لا بلفظ۔

اللہ کہتا ہے مگر لفظوں کے ساتھ نہیں۔وہاں آواز بھی نہیں،ندا بھی نہیں،کہتا بھی ہے مگر لفظوں کے ساتھ نہیں۔

دیکھیں۔۔لفظ بنتے ہیں آواز سے،آواز پیدا ہوتی ہے زبان سے چونکہ کلام کا ذریعہ

زبان ہوتی ہے۔جس سے کلام پیدا ہوتی ہے وہ زبان ہے۔وہ چاہے تو جس سے پیدا فرمادے کلام لیکن وہ کلام جو بنے گی وہ کلام اس شیء کی ہوگی۔وہ کلام اللہ نہیں ہوگی۔

کلام اللہ کب ہوگی ؟

چونکہ کلام کا تعلق زبان سے ہوتا ہے،زبان کا تعلق وجود سے ہوتا ہے،بھئی کوئی ایسا صاحب وجود ہونا ضروری ہے جو صاحب وجود اپنی زبان مبارک سے ایسے الفاظ بیان کرے۔دیکھئے۔۔۔۔دو چیزیں ہوتی ہیں

(۱)۔الفاظ (۲)۔کلام

الفاظ کو قول کہتے ہیں۔کلام کو علم کہتے ہیں۔

دیکھئے :

مَیں نے پرسوں بھی عرض کیا کہ جتنی کتابیں آئی ہیں وہ لکھی ہوئی آتی ہیں۔اسی لئے لکھی ہوئی کتاب۔کتاب اللہ ہوتی ہے اور علم کا چوتھا درجہ ہوتی ہے۔دیکھئے چار درجے ہوتے ہیں۔

(۱)۔حقیقی (۲)۔ملفوظی

(۳)۔ذہنی (۴)۔مکتوبی

لکھی ہوئی کتاب علم کا پست ترین درجہ ہے۔لہٰذا انبیاءؑ کے پاس اعلیٰ ترین علم نہیں۔پست ترین علم ہے۔اَب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب ان کو کتابیں ملی ہیں۔انبیاءؑ کو ،اللہ لکھ نہیں سکتا،جبرائیلؑ کا کام نہیں ہے،ابھی نبیوںؑ کو کتاب دی جارہی ہے،نبی بھی نہیں لکھیں گے پھر کون لکھے گا۔کتابیں ؟

اللہ کا کام کتابیں لکھنا نہیں ہے۔اللہ کتابیں نہیں لکھے گا۔یہ کتابیں کس نے لکھی

ہیں۔؟ جو بھی اللہ کی کتاب کو لکھنے والا ہوگا وہ پہلے اس آئین کو جانتا ہوگا اگر وہ جانتا ہی نہیں ہے تو لکھے گا کیسے اب اس آئین کو جاننے کے لئے ہم ڈھونڈیں کہ وہ کون سا انسان ہے کامل جو ان کتابوں کو لکھ سکتا ہے ؟

نبیوںؑ کو تو دی جائے گی کتاب، نبی تو نہیں لکھیں گے، اللہ نے لکھنا نہیں ، جبرائیلؑ کا کام نہیں پھر کوئی تو اللہ ایسے بنائے جو انبیاءؑ کے بھی رہبر ہوں۔ان کتابوں کو لکھنے والے کا نام علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہے۔۔۔(نعرہ حیدری)

توجہ۔۔۔جو کتابیں لکھی ہوئی آتی ہیں ان کو کون لکھنے والا ہے؟ جناب علی علیہ السلام۔

اَب رہ گیا قرآن۔قرآن کتاب اللہ بھی ہے۔کلام اللہ بھی ہے۔

بھئی !

دُنیا مجھے بتائے کہ اللہ کلام نہیں کر سکتا تو کلام اللہ بن کیسے گیا۔اس لئے قرآن کو کلام اللہ بھی کہتے ہیں۔کتاب اللہ بھی کہتے ہیں۔پھر وہ کون سی ذات ہے جس نے بیک وقت اس قرآن کو کلام اللہ بھی بنایا۔کتاب اللہ بھی بنایا۔

بھئی۔۔۔زبان ایک ہے کلام دو ہیں۔اب اللہ نے رسولؐ کو اپنا علم جو اس کی عینِ ذات ہے۔

اللہ کی ذات کیا ہے۔؟

عین علم۔عِلم کیا ہے ؟عِلم ذات ہے، صفت نہیں ہے، اگر اسے صفت کہلائیں تو اللہ موصوف کہلائے گا۔صفت و موصوف ملیں تو وہ مرکب ہو جاتا ہے، جو مرکب ہو وہ اللہ نہیں ہو سکتا۔اللہ نہ صفت ہے، نہ موصوف ہے لہذا اللہ کا جو علم ہے وہ عین ذات ہے۔جب عین ذات ہے تو وہاں کلام اللہ، کلام اللہ صفت ہے لہذا اللہ خود کلام نہیں

کرے گا۔ چونکہ وہ تو ذات ہے،اس کی ذات کا جو کلام ہے وہ کلام کیسے بنے گا۔۔؟اس لئے اللہ کے لئے ضروری ہے کہ اپنا وہی اپنا علم آگے ایک وجود کو دے۔ایک ذات کو دے۔تو اب اللہ نے وہ اپنا علم کسی کو دیا۔؟

ذاتِ مصطفیٰؐ کو اپنا علم دیا،صرف علم ہی نہیں بلکہ اپنے علم کو جب ظاہر کیا تو مصطفیٰؐ بن گیا۔جب اللہ نے اپنے علم کو وجود دیا۔جب اللہ نے اپنے آپ کو ظاہر کرنے کے لئے ذات کو وجود دے کے ظاہر کیا تو مصطفیٰؐ بن گیا۔

توجہ۔۔۔

یہ ذات ایک نہیں بلکہ چودہؑ مل کے ایک ہیں مگر فرق کیا ہوا۔؟وہ اَحد ہو گیا،یہ واحد ہو گئے۔دیکھئے۔وہ بھی واحد ہے لیکن واحد ہو کے اَحد ہے۔مولا علی علیہ السلام سے پوچھا گیا۔مولاؑ ! کیا اللہ واحد ہے؟

فرمایا۔ہاں وَاحد ہے،مگر بغیر گنتی کے ایک ہے۔

اَب کیا معلوم ہوا۔؟

اللہ سے گنتی نہیں شروع ہوتی۔اللہ ایک ہے مگر بغیر گنتی کے ایک ہے،اللہ تو واحد ہے،اَب ضروری ہو گیا اللہ کے لیے کہ ایک ایسا بنائے جو دو ہو کے ایک ہو۔اَب کہا انا وعلی من نور واحد۔اَب جو گنتی شروع ہو گی تو آلِ محمدؐ سے شروع ہو گی۔اَب حساب و کتاب کا تعلق آلِ محمدؐ سے ہو گا اللہ سے نہیں،

اللہ مالک یوم الدین ہو گا یہ حاکم یوم الدین ہوں گے۔(نعرہ حیدری)

میرے بھائیو۔۔۔

اللہ مالک یوم الدین ہے۔یہ حاکم یوم الدّین ہیں وہاں فیصلے عالمین کے اللہ نہیں

کرے گا۔ یہ کریں گے فرمایا یا علی انت قسیم النار و الجنه ۔بابا : جنھیں مولا علی علیہ السلام بھیجیں گے جنت میں جزاءً بھیجیں گے اور جنھیں جہنم بھیجیں گے تو سزاءً بھیجیں گے۔ حاکم یوم الدین وہی ہو گا جو جزاء اور سزاء دے گا۔ اب اگر علی علیہ السلام کو مانتے ہو تو جنت ملے گی ورنہ نہیں۔۔۔(نعرہ حیدری)

توجہ !

اللہ اَحد ہے ذات میں ، واحد ہے صفات میں، اس کی احدیت کا نام حجاب عزت انانیت ہے۔

دیکھئے۔۔۔!

انانیت کے معنی ہے میں۔

توجہ۔۔۔۔وہ اَحد ہے ذات میں اور واحد ہے صفات میں وہ واحدیت ان چودہؑ کی واحدیت سے پہچانی جائے گی، اس لئے اللہ نے ان کو بیک وقت چودہؑ بھی بنایا اور ایک بھی، یہ سمٹ جائیں تو محمدؐ ہیں۔ پھیل جائیں تو چودہؑ ہیں۔ چودہؑ کثرت ہے، ایک قلت ہے۔ اِن چودہؑ کی کثرت اس کی وحدت ہے۔ اس کی وحدت کی دلیل چودہؑ ہیں۔ عالمین کی کثرت کی دلیل ان کا محمدؐ ہونا ہے۔

توجہ :

اِن چودہؑ کی علت وہ ہے، عالمین کی علت یہ ہیں۔ جب تک چودہؑ (معصومینؑ) ہیں عالمین ہیں۔ جب اللہ ہے چودہؑ ہیں۔

دنیاوالو۔۔۔!

عالمین اللہ کی وجہ سے نہیں چودہؑ کی وجہ سے ہیں۔ یہ جو عالمین باقی ہیں تو چودہؑ کی وجہ

سے باقی ہیں۔امام زمانہؑ کی وجہ سے باقی ہیں۔اور چودہؑ اللہ کی وجہ سے باقی ہیں لہذا فناء عالمین کو ہوگی۔چودہؑ کو نہیں اس لئے فرمایا۔

یوم ندعو کل اناس بامامھم۔

ہرایک کو ہم اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔

بھئی !

اگر امام ہی فنا ہو گیا۔اگر امام ہی فناء ہو جائے تو پھر کس کے نام پہ پکارے گا۔

دیکھئے۔۔۔حشر بھی امامؑ کے نام پر ہوگا اور حاشر بھی امام ہوگا اَب جو قیامت برپا کرے گا اُسی کو علی علیہ السلام کہتے ہیں۔۔۔(نعرہ حیدری)

خیر۔۔۔!تو ہرایک کو اس کے امام کے ساتھ بلایا جائے گا۔

کیا مطلب ؟

آگے امامؑ ہوگا، پیچھے اُس کے ماننے والے ہوں گے،اَب جنھوں نے جس جس عقیدے کو مان کے دُنیا چھوڑی ہے، وہ اسی عقیدے والے امام کے پیچھے جائے گا۔جس جس کو امام مان کے مَرا ہے اُسی امام کے پیچھے اٹھے گا۔جب اُٹھے گا تو اُسی کے پیچھے چلے گا جب چلے گا تو فرشتوں کو ثواب و عذاب دینے میں آسانی جائے گی۔وہ یہ نہیں دیکھیں گے کہ پیچھے کون ہے بلکہ وہ یہ دیکھیں گے کہ آگے کون ہے۔۔۔(نعرہ حیدری)

ہاں !

اِس لئے اللہ کی ہر صفت، ہر کمال ذات مصطفیٰؐ سے معلوم ہوگا۔اب یہ ذات پاک اپنی زبان مبارک میں دو کمال رکھتی ہے۔

(۱)۔کلام کا اجراء (۲)۔کلام کا ظہور

دو چیزیں سرکارِ دوعالمؐ میں آئیں گی، پہلی چیز وہ کہ جسے جاری کرنا، دوسری چیز وہ کہ جسے قول بنا کے ظاہر کرنا، یہ جو علمِ الٰہی رسولؐ کو ملتا ہے، جب یہ زبان رسالتؐ پر جاری ہوتا ہے۔اسکو ہم نہیں سمجھ سکتے کہ وہ کیا تصور ہے۔ جہاں رسولؐ اس کے کلام کو اپنی زبان پہ اجراء کرتا ہے، ہمارے سامنے تو قرآن بن کے باہر آئے گا، وہ تو کتاب اللہ ہے۔کلام اللہ کس صورت میں بنا ؟ کلام اللہ بنا اس علم کی بناء پر جس علم سے یہ کتاب اللہ کا اجراء ہوا ہے۔

بھئی ۔۔۔۔رسول کی زبان پر جو پہلا علم ہے وہ اللہ کا ہے۔اس لئے رسولؐ کی زبان لسانُ اللہ ہے۔تو جب وہ علم اس پہ اجراء ہوتا ہے۔

اجراء کیا ہے ؟

اِرادے سے جاری کرنا۔جب اِرادے سے جاری کرے گا تو کلام اللہ بن جائے گا۔ جب قول کی صورت میں ظاہر کرے گا تو کتاب اللہ ہو جائے گا۔اب اس میں دو کمال ہو گئے، یہ کلام اللہ بھی، کتاب اللہ بھی کلام اللہ بھی رسولؐ سے مِلا، کتاب اللہ بھی رسولؐ نے بتایا کہ لوگو یہ صرف کتاب اللہ نہیں کلام اللہ بھی ہے۔

کون بتائے گا ؟

رسولؐ۔۔کس وجہ سے بتائے !

اِس لئے کہ اس کی زبان پر وہ علمِ الٰہی ہے جو اللہ نے ان کو عطا فرمایا۔جو ان کو اجراء ہوا۔اس علم کو رسولؐ نے ارادۂ الٰہی سے جاری کیا۔مشیت الٰہی سے جاری کیا۔

کیا بن گیا۔۔؟

کلام اللہ۔۔۔۔جب قول کی صورت میں زبان سے بول دیا، کتاب اللہ بن گیا، اب یہ

قرآن کتاب اللہ بھی ہے، کلام اللہ بھی ہے۔ اَب کلام اور کتاب میں فرق یہ ہے کہ کلام اللہ قضاء ہے، قضاء سے مراد فیصلہ ہے۔ کلام اللہ فیصلہ ہے۔ اَب یہ کلام اللہ جس محل میں آئے گا۔ وہ کیا ہوگا۔؟ قلم قدرتِ الٰہی جو یہ لکھ دے۔ کلام اللہ کا محل کون ہوگا۔؟ دیکھئے۔۔۔ جہاں آپ بیٹھے ہیں یہ محل ہے، جگہ ہے۔ اللہ کہتا ہے کہ مَیں رسالت محل دیکھ کے دیتا ہوں۔

اللّٰهُ أعلم حیث یجعل رسالته ۔(سورہ انعام، آیت ۱۲۴)

اللہ جانتا ہے کہ اس نے اپنی رسالت کس محل میں رکھنی ہے۔

محل ہے وجودِ پیغمبرؐ۔ معلوم ہوا کہ رسالت محل کو دیکھ کے ملتی ہے، رسالت کی وجہ سے محل نہیں ملتا۔ بہرحال ! کلام اللہ مقامِ اَمر ہے اور مقامِ اَمر میں رسولؐ کا مقام کیا ہے؟

اولی الامر کا مقام کیا ہے ؟

پوچھا گیا۔ مولاؑ اولی الامر کسے کہتے ہیں ؟

فرمایا الا کام ھو الامر بین الکاف والنون ۔" ک " اور "ن" جب ملیں تو "کُن" بنتا ہے۔

فرمایا: اس "کُن" میں جو "ہو جا" ہے اسے امامؑ کہتے ہیں۔

اِسی لئے امامؑ نے قالین پہ بنی ہوئی تصویر پہ دیکھا، غلام کے آگے سے پلیٹ اٹھائی۔ دیکھئے۔ لوگ کہتے ہیں کہ امامؑ کے آگے سے پلیٹ اٹھوائی، یہ غلط ہے اس لئے امامؑ پر جادو کا اثر نہیں ہوتا۔ امامؑ کے آگے سے نہیں بلکہ امامؑ کے غلام کے آگے سے پلیٹ اٹھائی، دوسری اٹھائی یہاں تک کہ جب تیسری اٹھائی تو غلام نے امامؑ کو دیکھا اور امامؑ نے تصویر کو دیکھا۔

بھئی۔!

امامؑ نے قالین پر دھاگوں سے بنی ہوئی تصویر کو دیکھا اس تصویر سے امامؑ نے فرمایا :

کُونی اسدًا۔ شیر ہو جا۔

دُنیا والوں سے مَیں کہتا ہوں کہ اس تصویر کے کون سے کان تھے۔ جس نے امامؑ کی آواز کی سُنی معلوم ہوا کہ اگر کان نہیں بھی، امامؑ جسے سنوانا چاہے اُسے امامؑ منوا سکتا ہے، اب آپ کو معلوم ہے کہ وہ قالین کی تصویر شیر بن گئی۔ جب شیر بن گئی تو وہ شیر اُسی شعبدہ باز کو کھا گیا۔ اب کھا کے متوکل کی طرف بڑھا تو متوکل نے کہا : سرکار! مجھے معاف کر دیں۔

اَب میرے امامؑ نے کھڑے ہوئے شیر سے فرمایا:

ارجع الی شکلِ الا صل ۔ پھر تصویر بن جا۔

اَب پوچھا گیا: مولاؑ ! یہ بنانا کیا تھا؟ اور یہ پلٹانا کیا ہے ؟

فرمایا : یہ بنانا خلق ہے، پلٹانا اَمر ہے۔

اَب متوکل نے کہا : سرکارؑ ! اس آدمی کو زندہ کر دیں جس کو شیر کھا گیا۔

فرمایا: اگر عصاءِ موسیٰؑ نے اُگلا ہوتا تو ہم بھی اگلوا دیتے۔

بھئی۔۔!

یہ نہ اگلنا اس بات کی دلیل ہے جو دشمن امام ؑ ہے اس کا جنازہ ہی نہیں ہے۔۔۔(نعرہ حیدری)

تو یہ جو کلام اللہ ہے یہ مقامِ امر ہے۔ مقامِ قضاء ہے، فیصلہ ہے۔

فیصلہ کون کرے گا اللہ کا ؟

جومقامِ امر پر فائز ہے، مقام قضاء پر فائز ہے۔وہ کون ہے ؟

یہی تو ہیں۔مقام اَمر اور مقام قضاء کا محل کیا ہوگا ؟

محل ہے قلم قدرتِ الٰہی۔ارشاد ہوتا ہے نٓ و القلم و ما یستطر ون ۔(سورہ قلم، آیت ۱)

نون رسولؐ ہیں اور قلم علیؑ ہیں۔

توجہ :اب اس کا دوسرا محل کیا ہے ؟

محل ہے لوحِ محفوظ۔

لوحِ محفوظ کون ہے ؟

رسولؐ ۔یہ ہے کلام اللہ کے حوالے مگر کتاب اللہ کے حوالے کیا ہے؟

کتاب اللہ کیا ہے ؟ کتاب اللہ ہے مقام خلق۔جب کتاب اللہ مقامِ خلق ہے تو پھر کتاب اللہ کا محل کون ہوگا ؟

بھئی !

جب کتاب اللہ مقامِ خلق ہے تو رسولؐ کیا ہوگا ؟

عینِ تقدیر۔قدرِ عینی۔

کیا مطلب ہوا ؟خلق تقدیر کے ماتحت ہوتی ہے۔

رسولؐ اس کتاب اللہ کے حوالے سے کیا ہوگا۔؟

قدرِ عینی مگر امامؑ کیا بن گیا ؟

اولی الامر۔اِسی لئے خلق تقدیر کے ماتحت ہوتی ہے اور تقدیر اولی الامر کے ماتحت ہوتی ہے اسی لئے راہب نے کہا :مولاؑ !مجھے بیٹے دیں۔

فرمایا : تیری تقدیر میں نہیں ہیں۔اَب اُسے علم تھا کہ تقدیر اولی الامر کے ماتحت ہوتی ہے۔اس لئے وہ آیا امام حسینؑ کے پاس کیونکہ یہ تقدیر پر اُمر ہیں۔جو یہ کردیں وہی تقدیر ہے۔کہا۔مولاؑ ان کو بیٹا دیں۔

فرمایا۔اس کی تقدیر میں نہیں ہے۔

کہا۔۔اگر تقدیر میں ہوتا تو گھر میں مل جاتا۔

توجہ۔۔۔۔میرے امامؑ نے فرمایا: راہب !ایک

امامؑ کے ایک میں یہ وزن ہے۔

تقدیر میں بچہ نو مہینے کے بعد ملتا ہے، مگر ایک میں مل گیا۔۔(نعرہ حیدری)

میرے بھائیو۔۔!

جس کی زبان پر اس کا کلام جاری ہو۔کتاب اللہ بھی اسی زبان پہ جاری ہو اس سے گناہ نہیں ہوسکتا۔خدا کے لئے۔۔! انبیاءؑ کو ان چودہؑ (معصومینؑ) سے نہ ملائیں۔وہ ان کے امتی ہیں۔اگر ان کے کمال کو سمجھنا ہے تو انہیں اللہ سے ملائیں۔

توجہ۔۔۔اللہ عادل ہے عادل ہو کے اللہ ہے، اللہ ہو کے قادر ہے، وہ اللہ ہے، یہ امام ہیں۔وہ عادل ہے یہ معصوم ہیں، اللہ نہ ظلم کرتا ہے نہ کرسکتا ہے۔وہ اللہ ہو کے مجبور بھی نہیں ہے۔چودہؑ نہ گناہ رکرتے ہیں، نہ کر سکتے ہیں، مجبور بھی نہیں ہیں، اللہ ظلم کرتا نہیں کہ عادل ہے۔کرسکتا نہیں کہ اللہ ہے۔چودہؑ گناہ کرتے نہیں کہ معصوم ہیں، کر سکتے نہیں کہ امامؑ ہیں۔

جو کر نہیں سکے گا اُسی زبان پر کلام اللہ جاری ہوگا۔۔(نعرہ حیدری)

ذکرِ مصائب

بس عزادارو۔۔۔!

شام میں داخلے سے پہلے کہا گیا کہ ابھی قیدیوں کو شہر میں لے کر نہ آنا۔ ابھی بازار سجا نہیں ہے۔

عزادارو۔۔۔!

اللہ جانے کتنی دیر بازار بجتا رہا اور زہراؑ کی بیٹیاں بازار میں داخل کردی گئیں۔

امامؑ فرماتے ہیں : میرا سلام ہو۔

اُن بیبیوں پر جن کے سروں پہ چادریں نہیں تھیں۔

علماء بیان کرتے ہیں کہ جب بیبیوں کے سروں سے چادریں اُتار لی گئیں اُس وقت بیبیوں نے اپنے بال منہ پر ڈال کے اتنی خاکِ کربلا ڈالی کہ بال نظر نہیں آتے تھے۔

پھر امامؑ نے فرمایا۔

میرا سلام ہو اُن بیبیوں پر جن کے ہاتھ پسِ گردن باندھے گئے۔

کوفہ کے بازار میں بیبیاں برہنہ اونٹوں پر بٹھا کے جب لائی گئیں تو بیبیوں نے اپنے سر اپنے گھٹنوں میں رکھے ہوئے تھے۔ جب جناب زینبؑ کی سواری بازار میں آئی تو ایک اعلان ہوا کہ اے لوگو۔۔۔!

دیکھو۔۔۔ یہ علیؑ کی بیٹی زینبؑ ہے۔ اُس وقت بی بیؑ نے کہا۔ سجادؑ! اذنِ الٰہی کیا ہے۔ مَیں خطبہ پڑھ سکتی ہوں ؟

امامؑ نے فرمایا : پھوپی اَمّاں! اذنِ الٰہی ہے آپؑ خطبہ پڑھیں۔

بس۔۔۔۔ خطبہ شروع کیا اور پہلا جملہ یہ کہا۔ اے کوفہ والو۔ خاموش ہو جاؤ۔

عزادارو۔۔۔۔!

جب بی بیؑ نے کہا تا کہ خاموش ہو جاؤ، تو اُس وقت بازار میں جتنے لوگ بھی تھے یہاں تک کہ اونٹوں کے گلوں میں جو گھنٹیاں ہوتی ہیں وہ بھی خاموش ہو گئیں۔

جب خطبہ بلند ہوا تو جنابِ علیؑ کا ایک صحابی بھی موجود تھا۔ جس کا نام تھا، عبداللہ ابن عفیف۔ جس کی دونوں آنکھیں راہِ خدا میں کام آئی تھیں ایک آنکھ جنگِ جمل میں کام آئی تھی، اور ایک آنکھ جنگ صفین میں، یہ بازار میں کھڑا ہے، اسے معلوم نہیں تھا کہ بازار میں کون آیا ہے لیکن جب اس نے خطبہ سنا تو بلند آواز سے کہا۔

لوگو ! یہ آواز تو علی علیہ السلام کی ہے، کیا علیؑ خطبہ پڑھ رہے ہیں ؟

اس کے ساتھ ایک بچی تھی، اس نے کہا۔ بابا! آپ یہاں ٹھہریں مَیں پتہ کرتی ہوں۔

عزادارو۔۔۔۔۔! بھاگتی ہوئی بچی گئی۔ روتی ہوئی آ کے بابا سے کہا۔ بابا یہ جو خطبے کی آواز آ رہی ہے یہ علیؑ کی آواز نہیں بلکہ علی علیہ السلام کی بیٹی زینبؑ کی آواز ہے، جن کے سر پر چادر موجود نہیں ہے۔ اس کے ہاتھ پس گردن بندھے ہیں۔

عبداللہ ابن عفیف نے کہا : بیٹی ! مجھے اُسی بی بیؑ کے پاس لے کر چل، بچی لے کر چلی۔ جب پہنچے تو عبداللہ نے کہا، بی بی! جنابِ علیؑ سے تیرا کوئی رشتہ بھی ہے ؟

جنابِ زینبؑ نے فرمایا ! عبداللہ ! انا زینب بنت علیؑ

مَیں علیؑ کی بیٹی زینبؑ ہوں۔

اِتنا سننا تھا کہ اس کا رُخ نجف کی طرف مڑ گیا، رو کر کہا۔ مولاؑ !

مَیں جو کہتا تھا۔ مجھے آنکھیں دلا دو۔ آپ کہتے تھے نہیں عبداللہ، تجھے آنکھیں نہیں دلانی۔ اُس وقت مجھے دُکھ ہوتا تھا، مگر آج معلوم ہوا کہ آپؑ نے مجھے آنکھیں کیوں نہیں دِلائیں تا کہ تیری بیٹیوں کو برہنہ سر مَیں نہ دیکھ سکوں۔

و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

## ساتویں مجلس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ.

سورہ ھود آیت نمبر ۷

مَیں نے آپ کے سامنے بارھواں پارہ سورہ ھود کی آیت نمبر ۷ تلاوت کی ہے جس میں خلاقِ دو عالم ارشاد فرما رہا ہے۔

وَهُوَ الَّذِیْ ۔اور وہ وہ ہے۔

وہ کمال ہے نہ جس کی ابتداء ہے۔نہ انتہاء ہے۔وہ ذات سرمدی ہے۔اَزلی ہے۔اَبدی ہے۔وہ ذات جب منوالی اللہ نے تو اَب فرماتا ہے۔

خلق السموت والارض ۔اس نے آسمانوں کو پیدا کیا،زمینوں کو پیدا کیا

فی ستته ایام۔چھ دنوں میں۔

اللہ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا چھ دنوں میں جب کہ دن،سورج اور چاند کے ذریعہ بنتے ہیں۔نہ ابھی سورج بنا،نہ چاند بنا۔

توجہ ہے۔۔۔!

ایک رقعہ آیا ہے اس میں لکھا ہے کہ شرک کیا ہے ؟

نہیں بنے گا۔اَب اگر اللہ اوپر افلاک بنانا چاہے،وہ تو افلاک کے بھی اوپر ہے،تو پھر افلاک کا مرکز کون بنے گا کیونکہ افلاک مرکز چاہتے ہیں کہ ان کا بھی کوئی قرب اور بعد کا مرکز ہو۔تا کہ ان کا نام افلاک اٹھا جائے لہذا اللہ تو ان افلاک کا مرکز ہو نہیں سکتا ،پھر ضروری ہے اللہ کے لئے،اس نے چونکہ عالمین بنانے ہیں۔18,000 عالمین بنانے ہیں اور ان کا نظام قیامت تک چلانا ہے اَب اس اللہ کے لئے ضروری ہو گیا کہ وہ واحد ہے لہذا واحد سے سب سے پہلے جو شی صادر ہو گی،ظاہر ہو گی،وجود میں آئے گی،سامنے آئے گی اس کا بھی واحد ہونا واجب ہے چونکہ وہ واحد ہے لہذا جو بھی پہلا صادر ہو گا اس کے لئے بھی واحد ہونا ضروری ہے لیکن فرق یہ ہو گا کہ وہ ایسا واحد ہے وہاں گنتی نہیں۔یہ چودہ ؑ ہو کہ ایک ہوں۔

کیوں ؟

کیوں کہ اَب چودہ ؑ کی جو کثرت ہو گی اس کی وحدت کی دلیل ہو گی،

توجہ۔۔۔۔!

اَب اللہ جو لاشریک لہٗ ہے،آلِ محمد ؐ کی وجہ سے۔اُس کے لاشریک لہٗ ہونے کی دلیل کون ہیں ؟

آلِ محمد ؐ۔چودہ ؑ شریک ہیں۔

کیا معنی ہوتے۔۔؟

قول ایک۔فعل ایک۔عمل ایک۔آنکھیں چودہ ہیں نظر ایک۔کان چودہ ہیں سماعت ایک ہے۔زبانیں چودہ ہیں کلام ایک ہے۔دل چودہ ہیں ارادہ ایک ہے۔اللہ نے ان چودہ ؑ کو بھی ایک بنایا۔خود بھی ایک ہے۔

خیر۔۔۔! اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں کو پیدا کیا، اور زمین کو پیدا کیا۔

دیکھئے۔۔۔ خود پیدا کرے تو کیفیت ہوتی ہے پیدا کرنا، جب پیدا کرنا کیفیت ہے تو اللہ کے ہاں کیفیت نہیں ہے۔ کیفیتوں سے مبرا ذات کو اللہ کہتے ہیں۔ پیدا کرنا ایک حالت ہے۔ خالق کے معنی ہیں پیدا کرنے والا۔ یہ اس کی فاعلی حالت ہے۔ اگر وہ ہر ایک کو خود پیدا کرے تو کتنی حالتیں ہو جائیں گی۔ جب اتنی حالتیں ہو جائیں گی، تو پھر وہ اللہ نہیں ہو سکتا۔ یہ چھوٹے چھوٹے کام وہ نہیں کرتا۔

دیکھئے! علمِ منطق میں ایک قاعدہ ہے" قاعدۂ امکانِ اشرف "

کیا مطلب ؟

جب خسیس موجود ہوں تو پھر شریف کو بنانا پہلے واجب ہے۔

اللہ واحد ہے۔ ایسا واحد ہے کہ اس کے اوپر گنتی کا کا طلاق نہیں ہے، ایک ہے مگر بغیر شمار کے ایک ہے۔ گنتی اللہ سے شروع نہیں ہوتی۔ آلِ محمدؑ سے شروع ہوتی ہے، اللہ ایک مگر وہ شمار میں نہیں ہے۔ اب قاعدہ امکانِ اشرف یہ ہے۔

الواحد لا یصدر عنه الا الواحد

**جو خود واحد ہو، واحد حقیقی ہو**

کیا اللہ میں جہتیں ہیں۔؟

وہاں جہتیں نہیں ہیں۔ طرفین نہیں ہیں۔ جہات چھ ہیں۔

(1)۔اوپر (2)۔نیچے (3)۔دائیں

(4)۔بائیں (5)۔آگے (6)۔پیچھے

اللہ کے لئے جہت نہیں ہے، جب اس کے لئے جہتیں نہیں ہیں تو پھر خلق کا مرکز خود تو

توجہ۔۔!

فلسفے میں۔منطق میں اور علم کلام میں ہے کہ اللہ خیر ہے۔پھر قاعدہ امکانِ اشرف یہ ہے،الخیر لا یصدر عند الا الخیر ۔چونکہ وہ خیر ہے لہٰذا اس سے پہلا جو صادر ہوگا وہ خیر ہی ہوگا۔شر نہیں ہوگا۔اب شر کون ہوگا ؟

جو ان خیر کا دشمن ہے وہی شر ہوگا۔جو ان سے عداوت رکھے گا وہ شر ہے،

وہی شریر ہے۔۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

تو اللہ نے ان کو خیر بنا کے ایک بنایا۔

یہ اس اللہ کا کمال ہے کہ اس نے ایک ہو کے چودہؑ کو ایک بنایا۔اس لئے چودہؑ ہیں واحد الاصل۔

دیکھئے۔۔۔اللہ وَاحد الاصل نہیں ہے ،اللہ اِن کی اصل ہے۔یہ واحد الاصل ہیں،چودہؑ ہو کے ایک ۔اَب عالمین آگے جتنے بنیں گے،جو شیٔ بنے گی وہ کُل کی کُل آلِ محمدؑ سے بنے گی۔اللہ سے نہیں۔جب اَزل سے اللہ نے انہیں بنا ہی دیا ہے تو پھر رسولؐ کے بعد کسی کے بننے کی گنجائش کہاں ہے۔

اِن کو اللہ نے کیا بنایا ؟

وَاحد الاصل

اس واحد الاصل میں مرکز کون ہے ؟

اللہ۔

دیکھئے۔۔۔عالمین کا مرکز رسولؐ ،ان کا مرکز اللہ۔

دیکھئے۔۔۔۔اس بحث کو کہتے ہیں علت و معلول

توجہ :

اللہ ان چودہؑ کی علت ہے۔علت کے معنی ہیں بنانے والا۔یہ چودہؑ وہ کمال ہیں جنھیں فقط اللہ ہی بنا سکتا ہے اِس لئے کہ اللہ ان چودہؑ کی علتِ تامہ ہے۔یہ معلولِ اوّل ہیں۔وہ علتِ تامہ ہے، ناقصہ نہیں،

دیکھئے !

علتِ تامہ وہ ہوتی ہے کہ جب سے عِلت ہو، تب سے معلول کا ہونا واجب ہے۔

ہاں۔۔۔اگر عِلت موجود ہو اور معلول تھوڑی سی دیر کے بعد بنے تو علت تامہ نہیں رہے گی۔عِلتِ ناقصہ ہو جائے گی۔لہٰذا اللہ اِن چودہؑ (معصومینؑ) کا وہ کمال ہے کہ اگر یہ آنے میں دیر کردیں تو اللہ اللہ نہیں رہتا۔

کیوں ؟

کیونکہ اللہ ان کی علتِ تامہ ہے۔عالمین کی علت چودہؑ ہیں۔

بھئی۔۔۔!

اس وقت جو عالمین باقی ہیں وہ چودہؑ کی وجہ کی باقی ہیں اور چودہؑ باقی ہے اللہ کی وجہ سے عالمین کو اللہ، باقی نہیں رکھا ہوا۔

عالمین کس وجہ سے باقی ہیں ؟

چودہؑ کی وجہ سے اور چودہ اس کی وجہ سے باقی ہیں۔

چودہؑ علت ہیں عالمین کی۔

توجہ۔۔۔!

علماء فرماتے ہیں کہ وحدتِ حقیقی سے مرتبۂ واحدہ میں۔ایک ہی جہت سے جو شیء صادر

ہوگی۔اللہ جب بھی کسی کو بنائے گا وہ ایک مرتبہ بنائے گا۔

کیوں ؟

کیونکہ اللہ کا اِرادہ عین ذات ہے اور وہ ایک مرتبہ ہوگا۔لہٰذا جب تک اس نے عالمین بنانے ہیں ان کے لئے ایک ہی مرتبہ سب کچھ ان کو بنا دے، اگر کوئی بنے تو اسی سے ۔روحیں بنیں تو اسی سے، جسم بنے تو اسی سے۔نفس بنے تو اِسی سے۔صحت ملے تو اسی سے۔زندگی ملے تو اِسی سے۔رزق ملے تو اسی سے۔اولاد ملے تو اسی سے۔ادھر جانے کی ضرورت نہیں۔بنایا ہی ہمارے لئے ہے

خدا کی قسم۔۔۔۔۔!

ان کے ہوتے ہوئے ہمارے لئے اللہ سے مانگنا۔ان سے روگردانی کر کے اللہ سے مانگنا نہ ملنے کی دلیل ہے۔۔۔(نعرہ حیدری)

توجہ۔۔۔!

اللہ نے ان کو سب کچھ دے دیا ہے۔اَب ان چودہؑ (معصومینؑ) کا دُعا مانگنا احتیاج کی دلیل نہیں، اُس کا ثبوت ہے کہ وہ ہے۔

میرے بھائیو۔۔!

اب جو شرک کا تصور ہوگا، وہ وہاں ہوگا جو ان کو ان کا مقام نہیں دیں گے۔

بھئی۔۔!

آلِ محمدؐ کو ان کا مقام نہ دینا شرک ہے۔

جو علی علیہ السلام کو امامؑ نہ مانے وہی مشرک ہے۔۔۔(نعرہ حیدری)

توجہ۔۔۔

ان کواِن کا مقام دینے کا نام ایمان ہے۔جوان کواِن کا مقام دے وہی مومن ہے۔

خیر ! اَب عالمین کوتوحید کون سکھائیں گے ؟

اللہ کی پہچان کون کرائے گا ؟

خدا کی قسم !

اللہ نے تو سامنے آنا نہیں۔انہوں نے اللہ نما ہو کے لوگوں کے سامنے آنا ہے، بجائے خدا ہو کے سامنے آنا ہے۔نائب خدا ہو کے سامنے آنا ہے،خلیفۃ اللہ بن کے آنا ہے، جانشینِ خدا بن کے آنا ہے۔

عزیزو۔۔۔۔!

کسی کی جگہ پر بیٹھ جانے کا نام خلافت نہیں۔

اُس کے کام کرنے کا نام خلافت ہے۔۔(نعرہ حیدری)

دیکھیں۔۔!

جب اللہ سامنے آ نہیں سکتا تو اللہ نے اپنے آپ کو منوانے کا کیا طریقہ اختیار کیا ؟

توجہ۔۔۔کنت کنزاً مخفیاً۔مَیں چھپا ہوا خزانہ تھا۔

جو بتا رہا ہے ابھی میں تو چھپا ہوا تھا۔فرمایا۔مَیں چھپا ہوا خزانہ تھا۔مَیں نے چاہا کہ مَیں پہچانا جاؤں۔

چودہؑ فرماتے ہیں:

ہم ہی حجاب اللہ الاکبر ہیں ۔ہم ہی حجاب اللہ الاوّل ہیں۔ہم اس کے حجاب عزت انانیت ہیں۔اس کی ’’ مَیں ‘‘ کی عزت کا حجاب ہم ہیں۔جب اللہ اپنے آپ کو عزت والا کہتا ہے تو وہ عزت ہم ہیں۔جب ہم اس کا حجاب عزت انانیت ہیں تو لہٰذا

حجاب سے صاحب حجاب بے نیاز ہوتا ہے۔ ہمیں دیکھ کر اس کی عزت کرو۔ چونکہ اس کی عبادت کرو۔ ہمیں تعظیم سے دیکھ کر عزت کرو۔ اس کی عبادت کرنا تعظیم ہے۔ ہماری تعظیم کرنا عبادت ہے۔ ہمارا چہرہ دیکھنا ثواب نہیں عبادت ہے۔۔۔۔ (فقر محمدی)

توجہ۔۔۔!

اللہ نے تو سامنے آنا نہیں۔ نہ آتا ہے۔ نہ آسکتا ہے اور نہ آئیگا۔ سب سے پہلے فرشتوں کے سامنے یہ آئے چونکہ اللہ کے لئے سب سے اوّل کمال یہ ہیں۔ اللہ کے کمال کا نام سبحان ہے۔ ان حضرات نے اس کمال کے سبحان کو اپنے وجود میں سبحانیت کا اظہار کرنا شروع کیا تو آپ نے فرشتوں نے کہا۔

سبحان اللہ۔ پھر فرشتوں نے اس کے اکبر ہونے کا مظاہرہ کیا۔

اکبر کے کیا معنی ہیں ؟

یہ جو معنی بیان کیا جاتا ہے کہ وہ سب سے بڑا ہے یہ صحیح نہیں۔ وہ سب کے مقابلے میں بڑا نہیں ہے۔ وہ تقابل میں بڑا نہیں ہے۔ امام تشریف فرما تھے کہ کسی آدمی نے اللہ اکبر کہا تو امام علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ اکبر کے کیا معنی ہیں ؟

اُس نے کہا۔ سب سے بڑا۔

فرمایا : تُو نے تو اللہ کو صفت مخلوق بنا دیا۔ اس کی تو حد بندی کر دی۔

اُس نے کہا۔ سرکارؑ ! اکبر کا کیا معنی ہے ؟

فرمایا۔۔۔ اکبر وہ ہوتا ہے جس کی تعریف ہی نہ ہو سکے۔

خدا کی قسم۔۔۔۔!

جب فرشتوں نے اس کے اکبر ہونے کا مظاہرہ کیا تو اس وقت فرشتوں نے کہا۔

اللہ اکبر ـــــ (خوشی)

جب شخص نے ایک تارے کا طلوع دیکھا تو کہا لا الہ الا اللہ ۔

تیسرا !

جب تیسرے شخص نے چاند دیکھا

تو اس نے کہا : الحمد للہ رب العالمین ۔

فرشتے کی آواز آئی کہ ”لا الہ الا اللہ“ سے جو بات کہی گئی وہ سب سے اچھی ہے اور

ان کا ”لا الہ الا اللہ“ کہنا جو بات ہے وہ اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہے

تینوں کا ذکر ختم کیا

ہم سب کے ساتھ مل کر بولے ـــــ (خوشی)

ذکر صاحب

جی ـــ !

آگلی دوپہر کو ایک بات تو یاد رکھنا کہ جو خیمے جمع تھے ان کے قیام کے بعد

گئے ہوئے تھے ۔ جب یہ دوپہر کی بات تھی تو آدم علیہ السلام نے کہا تب

یہاں بھی دیکھ لو ہمیں ان کے قیام کے لیے اسی طرح کرنا ہے جب ہم

”کہ سب اس طرف کے خیمے لگا دیے اور پھر جب بات کی آدم علیہ السلام

نے کہا کہ سب نے کچھ کیا کہ جب اللہ کا حکم ہوا تب ہم سب نے

ان کی بات کو مان کر سب نے سر جھکا دیا ۔

فرمایا تم کیوں کہتے ہو ؟

ایک صحابی نے کہا مولاؑ!
اگر ہمیں 70 مرتبہ قتل کیا جائے، ہمیں جلا کر ہماری راکھ ہوا میں اُڑا دی جائے تو تب بھی آپؑ کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے۔
یہ جملہ سُن کہ امامؑ نے رسول خداؐ کو یاد کیا اور فرمایا۔
ناناؐ اصحاب آپؐ کو بھی ملے تھے، آپؐ بلاتے تھے وہ آتے نہیں تھے۔
مَیں بھیجتا ہوں یہ جاتے نہیں۔
امام حسین علیہ السلام نے فرمایا۔
آج یہ تمہاری آخری رات ہے۔ جتنی عبادت کر سکتے ہو کرو۔
اصحاب نے عبادت کرنا شروع کی ان کی آواز ایسے گونج رہی تھی جیسے شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی آواز آتی ہے۔ جب یہ آواز جناب سجاد علیہ السلام کے کانوں میں پہنچی تو غلام سے کہا۔ بابا حسین علیہ السلام کو بلا کر لاؤ۔ مَیں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ غلام گیا اور امام حسین علیہ السلام کو بلا کر لایا۔
امام حسین علیہ السلام نے فرمایا :
بیٹا ! خیریت تو ہے کیسے مجھے بلایا ہے ؟
جناب سجادؑ نے کہا :
بابا !مَیں پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ آواز کن کی ہے ؟
امام حسین علیہ السلام نے فرمایا۔ بیٹا !یہ میرے ساتھیوں کی آواز ہے۔
امام سجاد علیہ السلام نے کہا۔ بابا !
آخر ہیں تو صحابہ ان کی آواز میری پھوپھیوں کے کانوں میں جا رہی ہے، مجھ سے

برداشت نہیں ہو رہا۔

میں کہوں گا۔ اے مولا سجاد علیہ السلام یہ تو کربلا ہے۔ جہاں آپ صحابیوں کی آواز پھوپھیوں کے کانوں میں جانا برداشت نہ کر سکے لیکن ہائے کوفہ اور شام کے بازار میں کیسے برداشت کیا ہوگا۔

عزادارو ۔۔۔۔۔!

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا۔

بیٹا سجادؑ آج کی رات ایسے رہنے دے۔ آج ہمارا انتظام ہے۔

کل شامِ غریباں آئے گی۔ اس شامِ غریباں میں تو جانتا۔ تیری تنہا جانے۔

**وسیعلم الذین ظلمو ا ای منقلب ینقلبون**

## آٹھویں مجلس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

# وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَآءِ.

سورۂ ہود آیت نمبر ۷

میں نے آپ کے سامنے سورہ ہود کی ساتویں آیت تلاوت کی ہے جس

میں خالق کائنات کا تذکرہ ہے

وَهُوَ الَّذِي ۔ اور وہ ہے

جس کی تخلیق کمال ہے

کیا ہے؟

اس سب سے پہلے اس کا کمال سامنے ہے؟

فرمایا: وہ وہ ہے جس نے آسمانوں کو پیدا کیا اور زمین کو پیدا کیا اور پیدا کرنے کی

ابتدا بھی اسی نے کی

دیکھئے!

اشیاء کی تخلیق دو طرح کی ہے

(1) ۔ تکوینی (2) ۔ تخلیقی

تکوینی ہوتی ہے جو ارادے سے نکلی تھی۔ اس میں ارادے کو دخل نہیں ہوتا۔ اس میں ارادے کو دخل ہوتا ہے وہ شیء سے نکلی تھی اور اگر شیء سے شیء ہو تو اُسے تخلیق کہتے ہیں۔

عالمین تخلیق ہیں۔ آلِ محمدؑ تکوین ہیں۔ چودہ اللہ نے ارادے سے بنائے ہیں۔

دیکھیں!

وہ ارادے سے مرید نہیں بنتا اگر وہ ارادے سے مرید بنے تو پھر وہ محتاجِ ارادہ ہو جائے گا۔ جو محتاجِ ارادہ ہو وہ اللہ نہیں ہوتا۔

اللہ علم سے عالم نہیں بنا ورنہ علم کا محتاج ہوتا وہ قدرت سے قدیر نہیں بنا ورنہ قدرت کا محتاج ہوتا۔ تو کسی شیء سے وہ نہیں بنا چونکہ علم اس کی عین ذات ہے قدرت اس کی عین ذات ہے۔ ارادہ اُس کا عین ذات ہے وہ ارادے سے مرید نہیں بنا۔ جب وہ ارادے سے مرید نہیں بنا تو بس اللہ نے جب سب سے پہلے بنایا

توجہ!

اللہ نے "کُن" نہیں کہا۔

"کُن" کہنے کے لئے زبان چاہیے آواز چاہیے وجود چاہیے۔

اللہ "کُن" نہیں کہتا۔

وہ ارادہ کرتا ہے وجود بن جاتا ہے۔ اللہ نے ارادہ کیا چودہ بن گئے۔

میرے بھائیو!

چودہ کے وجود کا سبب نطفہ نہیں ہے۔

یہ نطفے سے نہیں بنے۔ یہ ارادے سے بنے ہیں۔ اللہ نے ارادہ فرما لیا اِن کا وجود بن

گیا، جب اللہ نے اپنے ارادے کو وجود دیا۔ جب اپنی مشیت کو وجود دیا تو اس نے آلِ محمدؑ بنا دیا۔ اَب ڈھونڈنا یہ ہے اُس کی مشیت کیا ہے ؟

پوچھا گیا۔ سرکارؑ !

اللہ کی مشیت کیا ہے ؟

امامؑ نے فرمایا۔ مشیت اللہ کا اُمر ہے۔

توجہ۔۔۔!

مشیت اللہ کا اُمر ہے، جب مشیت وجود میں آئے تو اُسے اُمر کہتے ہیں۔

دیکھیں !

تین باتیں ہوئیں۔

(1)۔ اللہ اُمر ہے۔

(2)۔ چودہؑ اُمر ہیں۔

(3)۔ ہم مامور ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

توجہ !

(1)۔ اللہ حاکم ہے۔

(2)۔ چودہؑ محکوم ہیں۔

(3)۔ ہم محکوم ہیں۔

دیکھئے !

اُمر اور مامور کا تعلق بلاواسطہ نہیں ہے بلکہ درمیان میں اُمر آتا ہے۔

ہمارا کمال ہے چودہؑ تک پہنچنا۔ ہمارا کام ہے ان تک پہنچنا۔

خدا کی قسم۔۔۔ !

یہ اَمرِ الٰہی ہیں اس لئے اللہ نے ان کو ارادے سے بنایا "کُن" سے نہیں، اَب جو عالمین بنیں گے "کُن" سے، یہ کہیں گے "کُن"

توجہ۔۔۔!

اللہ کا کمال ہے ان کو بنانا، اِن کو اپنا اَمر بنایا، اپنا اِرادہ بنایا، اپنی مشیت بنایا، اپنا حکم بنایا، حکم انہوں نے دینا ہے، اَمر انہوں نے کرنا ہے "کُن" انہوں نے کہنا ہے۔ جتنا عالمِ خلق ہے، اِنہوں نے بنانا ہے اُس نے نہیں کیونکہ "کُن" کہنے والے یہ ہیں، یہ ہیں اللہ کا اَمر۔ اَمرِ الٰہی ہیں یہ۔ اِس اَمر کا نام ولایت ہے۔ ولایت کا نام ہے اختیار۔ تصرف۔ اَمر کا نام ہے قدرت۔

اَمر کیا ہے ؟

"کُن"۔

کیا معنی ؟

ہو جا۔

یہ "کُن" فعل اَمر ہے، اس کا مطلب ہے ہو جا،

توجہ !

اِس ہو جانے کے اَمر میں ذرا اولی الامر کا اَمر دیکھیں۔۔۔!

زندہ کا جنازہ لایا گیا، منافقین ایک زندہ شخص کو جنازے میں رکھ کر لے آئے۔ انہوں نے مولا علی علیہ السلام سے کہا۔ یہ مَر گیا ہے اس کا جنازہ پڑھیں۔

مولا علی علیہ السلام نے فرمایا : یہ مَر گیا ہے ؟

اُنھوں نے کہا۔ہاں! مَر گیا ہے۔

جنابِ علیؑ جب بھی جنازہ پڑھیں گے زندہ کا نہیں پڑھیں گے۔

بہرحال :

جنابِ علیؑ نے کہا: مَر گیا ہے، جنازہ پڑھوں ؟

اُنھوں نے کہا، جی سرکارؑ ! جنازہ پڑھیں۔

سرکارؑ نے جنازہ پڑھنا شروع کیا، اور کہا اللہ اکبر

مولا علیؑ نے اللہ اکبر بعد میں کہا، وہ مَر پہلے گیا۔

مولا علیؑ نے جنازہ پڑھنا شروع، پیچھے وہ منافقین اپنے زندہ شخص کو اُٹھانے کی خاطر کھسکتے رہے آخر جب مولا علی علیہ السلام جنازہ پڑھ چکے، اچانک وہ منافقین جنازے کے قریب گئے اور اس شخص کو اٹھانے کے لئے آگے بڑھے لیکن جب اُس کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ وہ تو مَر چکا ہے۔

مولا علی علیہ السلام نے فرمایا۔

اَب یہ قیامت میں تب اُٹھے گا جب مَیں کہوں گا۔۔۔(نعرہ حیدری)

توجہ ہے !

اِس اَمر کا نام ولایت ہے۔

اولی الامر کون ہوتا ہے ؟

صاحبِ ولایت

وہ کون ہوتا ہے ؟

امامؑ۔ اِسی اَمر کا ایک نام ولایت ہے لیکن ایک نام اِس کا علمِ حقیقی ہے۔ اللہ کا جو اَمر

یہ ہے علم الٰہی جب تک ساری دنیا کے علماء مل کر بھی اللہ کے علم کی تعریف کریں تو

ہم علم کی تعریف کر سکتے ہیں یہ معلوم کی تعریف ہے علم کی نہیں۔ اللہ کا علم ہم جیسی ہے

اس کا تعریف کریں تو آپ تھک جائیں گے اس کی تعریف مکمل نہیں ہو گی اس کی

تعریف ممکن نہیں ہو گی۔

[illegible] II

علم کی تعریف ناممکن ہے کیونکہ اللہ کے علم کی حد ہی نہیں ہے۔

[illegible] جس کے پاس ہے علم [illegible] تعریف علم کی

یہ ہے

هو حصول صورة الشيء في العقل۔

دیکھیے

عقل کے کتنے حصے ہیں ؟؟

سرکار ﷺ فرماتے ہیں اللہ نے عقل کے 1000 حصے کیے ہیں، عقل کے 1000 حصے ہیں

999 حصے عقل کے سرورِ قلب چودہ " کو ملے اور ایک حصہ عقل ساری کائنات میں تقسیم

ہوا ہے جس میں سے مجھ کو " (مصنف علی) [illegible] ہیں۔

[illegible] !

جب پوری کائنات کو عقل کا ایک حصہ ملا ہو گا یعنی جس کو عقل کا ایک حصہ ملے اس

نے عقل کل کو پہچان لیا ہے کمال (انور جیلانی)

یہ عقل ہے کیا ؟؟

العقل قطرة من بحار ملكوته

اللہ کے ملکوتی سمندر کے ایک قطرے کا نام عقل ہے۔

ملکوتی سمندر کون ہے :

اللہ کے ملکوتی سمندر کا نام آلِ محمدؐ ہے۔

ایک شخص نے میرے پانچویں امام علیہ السلام سے کہا :مولا !

یہ عقل کیا ہے ؟

فرمایا۔۔۔ عقل مَیں ہوں۔

وہ شخص پریشان ہو گیا، امامؑ نے فرمایا: پریشان کیوں ہو گیا ؟

کہا۔مولاؑ جب آپؑ عقل ہیں تو میرے سارے سوال ہی ختم ہو گئے۔امامؑ کی ذات عقل ہے،اَب جو امامؑ کو نہیں پہنچا سمجھو وہی بے عقل ہے۔

توجہ۔۔۔!

اُس شخص نے پھر سوال کیا، مولاؑ جب آپؑ عقل ہیں تو پھر اس عقل کا بیان کیا ہے ؟

سرکارؑ نے فرمایا:

اس عقل کا بیان توحید ہے یعنی عقل چودہؑ ہیں، بیان توحید ہے۔اُس نے کہا۔سرکارؑ ! آپؑ عقل ہیں، بیان توحید ہے بیان میں جو معانی ہوتے ہیں، وہ معانی کون ہیں ؟فرمایا۔وہ معانی ہم آلِ محمدؐ ہیں۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

ایک تعریف یہ بیان کی گئی۔

ادراک المعلوم علی ما ھو علیہ

معلوم کو ادراک کرنا جیسا کہ وہ ہے اس کا نام علم ہے۔

فوراً۔دوسرے علماء نے جناب علی علیہ السلام کا قول پیش کر دیا۔

مولاعلیؑ ارشادفرماتے ہیں لا یدر کہ بعد الھمم۔(نہج البلاغہ)
عقلیں اُس کا اِدراک ہی نہیں کرسکتیں۔اللہ اِدراک میں نہیں آتا۔اَب مَیں مولاعلی ؑ کی خدمت میں ہاتھ باندھ کرعرض کرتا ہوں۔مولاؑ جب وہ اِدراک میں نہیں آتا تو پھرآپ نے کیسےادراک کیا ؟
اَب ہمیں ڈھونڈنا پڑے گا کہ آلِ محمدؑ نے اسے اِدراک کورکے کہا کہ وہ ہے۔آلِ محمدؑ نے اس غیب الغیوب کوادراک کر کے عالمین کو بتایا کہ وہ ہے۔
بھئی۔۔۔عالمین نے توتوحیدان سے سیکھی مگرخودانھوں نے ادراک کہاں سے کیا ؟
اب علماء نے اِسی ادراک کی روشنی میں اس علم کی تعریف کی جوآلِ محمدؑ کاعلم ہے۔
توجہ۔۔۔! آلِ محمدؑ نے اللہ کوادراک کیا۔وہ تواِدراک میں نہیں آتا،ان کےادراک میں کیسے آگیااور پھرکون سی وہ شیءان چودہ میں ہےاورشیءبھی اس کی ہونی چاہیے ان کی نہیں تاکہ اس شیءسےچودہ اس کااِدراک کرسکیں۔
منطق کی ایک کتاب مَیں نے پڑھی ہے جس میں علمِ آلِ محمدؑ کی تعریف یہ ہے الحاضر عند المدرک ۔اِدراک کرنے والے کے پاس خودمدرَک کا حاضرہوناعلم ہے۔
بھئی ۔۔۔ہرکوئی وہاں جاتا ہے مگرحسینؑ وہ ہے جس نے اسے اپنے پاس بلا لیا۔۔۔(نعرہ حیدری)
یہ شعرپڑھاجاتاہے۔
خالق کوحسینؑ نے زمین پہ بلالیا
خیر ۔

پہلی تعریف ہے جان کے علم کی

کیا حقیقت ہے؟؟ الصلاۃ و السلام علیک کی۔

سوال کون ہیں؟؟ اللہ کے بندے یا اللہ کے بندے کون ہیں؟ جو

"سوال کون ہے؟؟ جس کا اللہ کیا ہے سوال کون ہے؟؟

اللہ ہے

اللہ سے تک ہے آلِ محمد "سوال ہے یہاں!!

فرمایا:: الصلاۃ والسلام علیک کی سوال کیا ہے اس کا

یعنی اللہ کا ساتھ ہے علم آلِ محمد "ہے ۔۔۔ (توحید کی)

تعریف ہے!!

الیہ سے کہتے ہیں کہ یہ تعریف ہے اسلام کی جیسے علم حضوری کی ہے اور علم حصولی کی
ہے علم حضوری کے حق ہیں کہ وہ قدرت سے ہے علم حضوری میں سے قدرت
ہے دوسرا ہے علم حصولی علم حصولی میں تحقیق آتا ہے اس کا اصل القا ہے آپ کی
ہے جان محمدؐ حبیب اللہ ہیں۔

کیا سمجھا؟؟

اس کو دیکھتے ہے تعریف توحید کا پتہ چلتا ہے

رسول فرماتے ہیں من رآنی فقد رأی الحق جس نے مجھے دیکھا
اس نے حق کو دیکھ لیا ۔۔۔ (توحید کی)

تعریف!!

حبیب اللہ کا کیا حق ہے؟؟

اللہ کا چہرہ ہے۔

یہ کون ہیں کہنے والے ؟ آلِ محمدؐ۔ کیا کہہ رہے ہیں۔ اب یہ جو وجہ اللہ ہیں کس اعتبار سے ہیں۔ اور یہ اِدراک اس کا کیسے کرتے ہیں ؟

میرے بھائیو۔۔۔!

علماء بیان کرتے ہیں۔ ان المدرک لا بد له ان یکون من صنف المدرک ۔ مدرک کے لئے ضروری ہے کہ وہ مدرک جنس سے ہو۔

ترجمہ: جب تک اس کی اصل سے نہیں ہوگا اس وقت اِدراک ہو ہی نہیں سکتا۔

معصومؑ نے فرمایا: ہم اللہ بن نہیں سکتے، ہم اس کی پہچان ہیں۔ اللہ نے اپنے نور کو جب ظہور دیا تو ہم اثر بن گئے۔

وہ موئژ ہو گیا، اس موئژ کا ہم بلافصل اثر ہیں۔۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

ذکر مصائب

بس۔۔۔۔!

امامؑ فرماتے ہیں۔ ہمارے غم میں اِس طرح رویا کرو جیسے بوڑھی ماں جوان بیٹے کے لاشے پہ روتی ہے۔

عزادارو۔۔۔!

کل کی رات کا مہمان رہ گیا ہے زہراؑ کا بیٹا۔ ساتویں محرم سے پانی بند ہے۔

روایت میں ہے کہ جب حلب سے لے کر حمص تک 465 میل اونٹوں پہ بیٹھ کر جناب سکینہؑ پانی مانگتی رہی۔

بی بیؑ رو کہ کہتی تھیں۔

پھوپھی لمّاں! انا عطشان ۔مَیں بہت پیاسی ہوں۔

اُس وقت بی بی زینبؑ فرماتی: بیٹی !

اگر میرے پاس پانی ہوتا تو پہلے مَیں تجھے پانی دیتی ۔لیکن مَیں کیا کروں کہ پانی ہمارے پاس نہیں ہے۔

عزادارو۔۔۔

جب حمص میں پہنچے تو ان دشمنوں نے شامیانے لگا کے گھوڑوں تک کو شامیانوں کے نیچے باندھ دیا۔زہراؑ کی بیٹیاں دھوپ میں بیٹھی رہیں۔شمر پانی لے آیا تو بی بی سکینہؑ نے کہا۔پھوپھی لمّاں !اگر آپؑ کی اجازت ہو تو مَیں اس سے پانی مانگ لوں ؟

بی بیؑ نے کہا۔بیٹی !

یہ بہت ظالم ہے اس نے پانی نہیں دینا لیکن اگر حجت تمام کرنی ہے تو پانی مانگ لو۔جناب سکینہؑ شمر کے پاس گئی اور کہا۔شمر !(شمرلعین پہ لعنت) اَبھی مجھے نہ دے۔پہلے پانی پلا لے،اگر بچ جائے تو مجھے دے دینا،مَیں بہت پیاسی ہوں ۔یہ ملعون خاموش ہو گیا۔بی بیؑ نے سمجھا کہ شاید یہ راضی ہو گیا ہے،مگر وہ آگے چل پڑا،بی بیؑ اُسی جگہ پر بیٹھ گئی۔جب وہ واپس آیا تو اُس کے برتن میں پانی ہے۔بی بیؑ نے آگے بڑھ کے کہا۔شمر !

پانی بھی ہے،بچ گیا ہے،مَیں پیاسی بھی ہوں تھوڑا سا پانی دے دے۔اُس ملعون نے مشکیزہ کھولا۔آگے گیا۔جناب سکینہؑ نے کاسہ آگے کیا۔کیا کیا،اس ملعون نے ؟ سارا پانی زمین پہ انڈیل دیا۔اب جناب سکینہؑ سے رہا نہ گیا،فرات کی طرف دیکھ کر کہا یا عباساہ ۔چچا عباسؑ !مجھے اَب بھی پانی نہیں ملا۔

وسیعلم الذین ظلموا ایّ منقلب ینقلبون

# نویں مجلس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ.

سورہ ھود آیت نمبر ۷

میں نے آپ کے سامنے بارھواں پارہ، سورہ حود کی سات نمبر آیت تلاوت کی ہے۔ جس میں خلاق دوعالم ارشاد فرمارہا ہے۔

وھو الذی ۔اور وہ وہ ہے۔

کوئی ذات ہے، کوئی ہستی ہے، کوئی کمال ہے، کوئی واجب الوجود ہے، کوئی ہے جسے مانتا ہے۔ سب سے پہلے جسے مانتا ہے لیکن وہ جو ہے، وہ ایسا ہے کہ وہ خود اپنے آپ کو منوا ہی نہیں سکتا۔ کوئی نقص مانع نہیں۔ کمال مانع ہے، کمال ایسا ہے کہ وہ خود اپنے آپ کو نہیں منوا سکتا۔ یہ کمال کی مجبوری ہے کہ وہ خود نہیں منوا سکتا۔ اس کے کمال کے لئے ضرورت ہے کہ خود اپنے آپ کو نہیں منوا سکتا لہٰذا اس کے لئے ضروری ہو گیا کہ اپنے آپ کو منوانے کے لئے کوئی اپنے جیسا بنائے اور بنا کے جن سے منوانا ہے ان کو دکھانے کے لئے ان جیسا بنائے، اس کے دو پہلو رکھے ایک اُن جیسا ہو، ایک اس جیسا ہو، اس کا ایک پہلو بشریت کا ہو، ایک پہلو اُلوہیت کا ہو۔

توجہ۔۔۔!

اگر ہم دیکھیں تو ہم دیکھیں تو ہم جیسا نظر آئے۔

اور اگر وہ دیکھے تو اس جیسا نظر آئے۔۔۔(نعرہ حیدری)

توجہ !

ہم دیکھیں تو ہم جیسا نظر آئے لیکن ہمارا دیکھنا اور اس کا دیکھنا ایک جیسا ہے ہی نہیں۔ ہم نے بشریت میں دیکھنا ہے، اس نے الوہیت میں دیکھنا ہے، ہم بے بشر ہو کے دیکھنا ہے، اس نے اللہ ہو کے دیکھنا ہے تو اب جو اس کے الفاظ ہوں گے، وہ ہمیں تو خبر نہیں۔ وہ کون بتائے گا۔؟

وہی بتائے گا جس کا رُخ اِدھر ہے، جس کا رُخ اُدھر ہے، یہ بتائے گا، وہ کہتا ہے۔

من مات علی حب آلِ محمد مات شھید!

جو آلِ محمدؐ کی محبت میں مَرے وہ شہید ہوتا ہے۔

توجہ۔۔۔!

آلِ محمدؐ کی محبت میں مَرے وہ شہید ہوتا ہے، مگر جو اللہ کی محبت میں مرے وہ نہیں۔

عزیزو ! یہ آلِ محمدؐ کی محبت ضروری کیوں ہے ؟

کیونکہ اللہ اور رسولؐ تک ماننے کا نام اسلام ہے،

اور علی علیہ السلام کو ماننے کا نام ایمان ہے۔۔۔(نعرہ حیدری)

لا الہ الا اللہ ۔ پڑھنے سے رُوح پاک ہوتی ہے۔

محمد رسول اللہ پڑھنے سے جسم پاک ہوتا ہے۔

علی ولی اللہ پڑھنے سے نفس پاک ہوتا ہے۔(نعرہ حیدری)

ارے بھئی !

جو " عَلِیٌ وَلِیُ اللہ " نہیں پڑھتے وہ تو ہیں ہی نجس۔ اُن کا تو نفس ہی پاک نہیں ہوا۔ جب نفس ہی پاک نہیں ہوا، تو پھر نجاست میں نمازیں پڑھنے سے اجر کیا ملے گا۔ اَجر تو تب ملے گا جب نفس پاک ہوگا، جب نفس پاک ہو گیا تو عبادت مقبول۔

توجہ !

لا الہ الا اللہ پڑھنے سے شرک دُور ہوتا ہے۔

محمد رسول اللہ پڑھنے سے کفر دُور ہوتا ہے۔

عَلِیٌ وَلِیُ اللہ پڑھنے سے نفاق دُور ہوتا ہے۔

توجہ۔۔۔۔۔!

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، اسلام ہے، علی ولی اللہ ایمان ہے، اسلام پر ثواب ملتا ہے ، ایمان پر جنت ملتی ہے۔

دیکھیں !

ثواب اَجر کی وجہ سے ملتا ہے۔ جنت جزاء کی وجہ سے ملتی ہے۔

جناب سلیمانؑ ابن داوٗدؑ نے اللہ سے مُلک مانگا کہ اے اللہ ! مجھے مُلک دے۔ اللہ نے مُلک دیا جناب سلیمانؑ کو۔ وہ سارا مُلک اس انگشتری میں تھا جو علی علیہ السلام نے حالتِ رکوع میں بطور زکوٰۃ دے دی۔ جب زکوٰۃ دے دی تو اَب اللہ نے کہا: سلیمانؑ ! تم نے مُلک مانگا، مَیں نے دیا۔ دینا عطا ہے، عطا میں فضل ہوتا ہے ، جزاء میں عدل ہوتا ہے۔

مثلاً ! مَیں آپ سے مانگتا ہوں، آپ مجھے دے دیں، یہ آپ کی عطا ہے، فضل ہے، اگر رات کو مَیں نے کام کیا اور رات کو آپ مجھے مزدوری نہ دیں تو آپ ظالم قرار پائیں گے۔

توجہ۔۔۔!

اَب اللہ نے جناب سلیمانؑ کو مُلک دے کے فرمایا

ھذا عطاؤنا ۔(سورہ ص، آیت ۳۹)

یہ ہماری عطا ہے فامنن او امسک بغیر حساب ۔(سورہ ص، آیت ۳۹) کسی کو دو یا نہ دو تمہاری مرضی ہم نہیں پوچھیں گے۔ معلوم ہو گیا کہ عطا میں اِتنا اختیار ہے کہ جسے چاہے دے، جسے چاہے نہ دے۔

دُنیا والو !

چودہؑ نے، آلِ محمدؐ نے جنت عطا میں نہیں لی۔ جزاء میں لی ہے، جب ان کو جزاء میں جنت ملی ہے، یہ مالکِ جنت ہیں، جسے چاہیں جنت ملی ہے۔ یہ مالکِ جنت ہیں، جسے چاہیں دے دیں۔ اَب جنھوں نے ان کو مانا اس کا نام ہے ایمان۔

دیکھیں!

ایمان سے پہلے اسلام ہے، اسلام کے بعد ہے ایمان۔

چھٹے امامؑ فرماتے ہیں، جو مسلم ہے وہ مومن نہیں لیکن جو مومن ہے وہ مسلم بھی ہے ۔سرکارؐ نے مثال دی ہے کہ جو حرم میں ہے وہ کعبہ میں نہیں ہے لیکن جو کعبہ میں ہے وہ حرم میں بھی ہے۔ پھر فرمایا۔ لوگو ! کعبہ وہ ہے چادر کے نیچے ہے، باہر جو ہے وہ حرم ہے۔

اَب پتہ چلا !

فرمایا: سال کے بعد جا کر دیکھو، جس پر چادر ہے، یہی کعبہ ہے، جو باہر ہے وہ حرم ہے

توجہ۔۔۔۔۔!

چادرِ تطہیر کے بھیج کے بتایا کہ جو چادر میں ہیں یہ اہل بیتؑ ہیں، جو باہر ہیں یہ حرم ہیں ، کعبہ اور حرم اور ہے۔

بس۔۔۔۔۔!

اسلام ابتداء ہے، ایمان انتہاء ہے۔اسلام آغاز ہے، ایمان انجام ہے ابتدا محتاج انتہاء ہوتی ہے لیکن انتہا محتاج ابتداء نہیں ہوتی۔ابتداء بہت اچھی تھی کہ ملائکہ میں شامل ہو گیا مگر انتہاء خراب ہوئی تو شیطان بنا۔ابتداءاً اچھی نہیں تھی کہ جہنم کے کنارے پر کھڑا تھا مگر انتہاء اچھی ہوتی تو امامؑ نے حرؓ بنا دیا۔

توجہ۔۔۔!

اَب جب حرؓ آیا تو کیوں جلدی بھیجا پہلے کہ اے حرؓ ! میرے پیچھے نماز بھی نہ پڑھ ۔مولاؑ جب آپؑ نے ایک بجے نماز پڑھنی ہے، حرؓ کو ایک نماز تو اپنے پیچھے پڑھنے دے، امامؑ نے فرمایا۔نہیں نہیں !

اے حرؓ تو پہلے چلا جا۔میرے پیچھے نماز نہ پڑھ، اگر تو نے پڑھ لی تو لوگ کہیں گے کہ حرؓ کو نماز نے بخشوایا ہے، محبت شبیرؑ نے نہیں۔

توجہ۔۔۔۔!

امامؑ نے بھیج کے فرمایا کہ جنت ہماری محبت میں ملتی ہے۔۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

بہر حال !

اسلام ابتداء ہے، ایمان انتہا ہے، اسلام آغاز ہے، ایمان انجام ہے، اسلام کعبہ ہے، ایمان نجف ہے، کعبہ کی طرف سر جھکتا ہے، نجف کی طرف دِل جھکتا ہے، سر کے جھکنے کا نام اسلام ہے۔ دِل کے جھکنے کا نام ایمان ہے۔ منافق سر تو جھکاتا ہے لیکن دِل نہیں جھکاتا۔ اسی لئے مَیں نے کہا کہ اسلام کعبہ ہے، ایمان نجف ہے۔

بابا۔۔۔!

کعبہ میں جائیں تو لباس پاک ہوتا ہے، نجف میں جائیں تو دِل پاک ہوتا ہے۔ کعبہ میں جائیں تو شکل پاک ہوتی ہے۔ نجف میں جائیں تو نسل پاک ہوتی ہے۔

یا علی علیہ السلام! تجھ سے محبت ہی وہی رکھے گا جس کی اصل صحیح ہو۔

توجہ۔۔۔!

کعبہ کا منکر کافر ہے۔ نجف کا منکر منافق۔

اے اللہ! تو بتا کہ سزاء کافر کی زیادہ ہے یا منافق کی ؟

کہا: منافق کی۔

اِس لئے اسلام کعبہ ہے، ایمان نجف ہے، اس لئے نجف محل اَمر ہے۔ علیؑ اولی الامر ہے۔ دو نبیوںؑ کے درمیان میں علیؑ ہے۔

(1)۔ حضرت آدم علیہ السلام (2)۔ حضرت نوح علیہ السلام

اِن دو کے درمیان صاحب امر بن کے علیؑ ہے۔ اَمر اور خلق میں کیا فرق ہے ؟

دیکھئے۔۔۔!

ہر خلق میں اَمر ہے جیسے سورج خلق ہے، رفتار اَمر ہے۔

کبھی سُورج کی رفتار خراب ہوئی ہے ؟

نہیں ہوئی کیونکہ یہ اَمر ہے۔
اَمر میں کبھی بھی خرابی نہیں ہوگی، جب اَمر میں نقص نہیں ہے۔
تو اولی الامر میں نقص کہاں۔

توجہ۔۔۔۔

ہر خلق میں اَمر ہے جیسے سورج خلق ہے، رفتار اَمر ہے، آگ خلق ہے، جلانا امر ہے، اگر جلتے ہوئے نہ جلائے تو سمجھ لیں کہ کسی اولی الامر کا حکم ہے۔

بہرحال !
آگ خلق ہے، جلانا اَمر ہے، پانی خلق ہے، لطافت امر ہے۔ جو اسی خلق سے امر کو کھینچ لے وہی اولی الامر ہے۔

کیا مطلب ہوا ؟
یہ سورج خلق ہے، رفتار اَمر ہے، اب اگر کوئی اسی سورج کو ڈوبنے نہ دے یا ڈوبے ہوئے کو پلٹا دے وہی اولی الامر ہے۔

میرے بھائیو !
اِسی سورج پر عالمین کا نظام ہے۔ اب یہاں نتیجہ نکلا کہ جناب علی علیہ السلام کا سورج پلٹانا معجزہ نہیں بلکہ معجزہ یہ ہے کہ علیؑ نے مرکز کو کھینچ لیا۔ عالمین کے نظام میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔

توجہ۔۔۔۔!
پانی خلق ہے، لطافت اَمر ہے۔ اگر اس لطافت کو نکال لیا جائے تو کون نکالے گا ؟
اولی الامر۔۔۔۔ اب ایک جزوی اولی الامر اپنی فوج لے کر دریائے نیل کے کنارے

آیا، پیچھے فرعون کی فوج آ رہی ہے، ان کے فوجیوں نے کہا، ہمیں قتل کروا دیا تو نے، پیچھے فوج ہے، آگے سمندر ہے۔

فرمایا۔۔ گھبراؤ نہیں، ابھی راستے ہو جاتے ہیں۔ جناب موسیٰ ؑ نے ایک عصاء مارا پانی پہ، بارہ رستے بن گئے۔

بھئی ! عصاء ایک لگا، راستے بارہ بن گئے اور ایسی خشک ہوگئی زمین دریائے نیک کی کہ پھر کبھی وہ خشک نہیں ہوئی۔ تو بارہ راستے بن گئے، چونکہ بارہ قبیلے تھے، بارہ قبیلے چلنا شروع ہو گئے۔ پانی کیا ہو گیا ؟

دیواریں بن گیا۔ اگر اس عصاء کا اثر مرکز تک نہ گیا تو یہ دیواریں رہ نہیں سکتیں، پانی آئے گا وہ لے کر چلا جائے گا لیکن نتیجہ نکلا کہ عصاء کے مارنے کا اثر صرف یہاں نہیں ہوا، بلکہ مرکز تک پانی رُک گیا اب فوج نے چلنا شروع کی، پیچھے فرعون کی فوج آ گئی۔ انھوں نے کہا۔ یہ راستے ہم نے بنائے ہیں۔ ان کی فوج بھی انھیں راستوں پہ چلنے لگی۔

توجہ۔۔۔۔۔! اب یہاں علماء اور مفسرین لکھتے ہیں واقعہ یہ ہوا کہ جناب موسیٰ علیہ السلام کا آخری آدمی پانی سے نکل رہا تھا اور فرعون کا آخری آدمی پانی میں داخل ہو رہا تھا۔ آخری نکلا۔ اِدھر آخری اندر داخل ہوا، اب جو پانی چلا۔ موسیٰ ؑ کے سارے بچ گئے، فرعون کے سارے ہلاک ہو گئے۔

اَب مَیں یہاں پر ایک جملہ کہتا ہوں، جناب موسیٰ ؑ کے جتنے بچ گئے، معصوم تو فقط جناب موسیٰ ؑ تھے۔ جتنے تھے کُل کے کُل غیر معصوم تھے لیکن کُل کے کُل بچ گئے اور فرعون کے جتنے آدمی تھے وہ کُل کے کُل ہلاک ہو گئے۔

یہ کُل کے کُل ہلاک کس کی وجہ سے ہوئے ؟

امام کی وجہ سے۔ یہ کُل کے کُل جو چھ گئے یہ کس وجہ سے بچ گئے ؟

امامؑ کی وجہ سے۔ معلوم ہوا کہ اگر امام معصوم ہے تو کُل گنہگار بچ جائیں گے۔ نجات کا دارو مدار امام پہ ہوتا ہے، اگر امام آگے ہے، معصوم ہے تو اُمت بچ جائے گی اور اگر امام گنہگار ہے تو اُمت ہلاک ہو جائے گی۔

معلوم ہوا کہ پانی بھی عِلم تھا کہ کسے بچانا ہے اور کسے ہلاک کرنا ہے۔

اگر ایک عنصر یہاں بچا رہا ہے تو قیامت میں بھی آگ کو عِلم ہو گا کہ کسے بچانا ہے، اور کسے جلانا ہے۔

بہر حال۔۔۔

بارہ کے بارہ قبیلے جناب موسیٰؑ کے بچ گئے، نجات پا گئے۔ جناب موسیٰؑ جزوی نبی اگر بارہ قبیلوں کو نجات دِلا سکتا ہے، تو کیا بارہ معصوم امامؑ اپنے شیعوں کو نجات نہیں دِلا سکتے ہیں، لیکن نجات کب ہے ؟

جب ان کی مانیں گے۔

صیغۂ صفت پہ جزاء ملتی ہے۔ صیغۂ فعل و خبر پہ نہیں ملتی۔

ایک ہوتی ہے صفت خبر ! یا ایھا الذین امنوا ۔ اے ایمان والو !" امنوا " خبر ہے، فعل ہے، مومن صفت ہے، خبر پہ جنت نہیں ملتی اسی لئے آلِ محمدؐ کو اللہ نے صفت کا کمال دے کر انہیں مومنین بھی کہا، اِنہیں صادقین بھی کہا انہیں شاکرین بھی کہا۔۔۔

توجہ ! جزاء مومنین کو ملتی ہے، جزاء شاکرین کو ملتی ہے، کافرین کو نہیں ملتی، شاکرین صیغۂ صفت ہے، صفت پہ جزاء ملتی ہے۔۔۔ (صلوٰۃ)

عزیزو !

متوکل عباسی کے زمانے میں اس کا ایک دربان تھا، جو دروازے پر کھڑا ہوتا تھا۔ جو بھی آدمی اندر آتا ہے اس سے مل کے اندر آتا ہے اور جو جاتا ہے اس سے مل کے جاتاہ، ایک دن ایک بادشاہ متوکل کو ملنے کے لئے آیا۔ اس کے ساتھ پچاس خزری غلام تھے، ان کو لے کر جب وہ آیا تو بادشاہ نے کہا۔ آپ اس وقت کے بادشاہ ہیں لہٰذا مَیں یہ غلام آپ کو دیتا ہوں، آپ کے یہاں کھڑے ہوں گے تو اچھے لگیں گے۔ متوکل نے آدمیوں کو دیکھا، پسند کیا، آدمی رکھ لئے بادشاہ چلا گیا۔ متوکل نے اپنے دَربان سے کہا: ان کو آدابِ دربار سکھاؤ۔

ایک سال لگا اِن کو دربار کے آداب سکھانے میں، جب وہ سیکھ گئے تو وہ کھڑے ہو گئے اور متوکل بھی اپنی مسند پر بیٹھ گیا۔

توجہ !

ایک دن حضرت امام علی نقی علیہ السّلام تشریف لائے، جیسے امامؑ پہنچے تو دَربان نے کہا۔ سرکارؑ ! آپ یہاں ٹھہریں، پہلے مَیں ذرا متوکل کو اطلاع کر کے آتا ہوں۔ وہ بھاگتا ہوا گیا اور متوکل سے کہا۔ اے بادشاہ ! امام علی نقیؑ آئے ہیں۔ اس نے کہا ٹھیک ہے۔ یہ چل کے دروازے پہ آیا اور امامؑ کو لے کر اسی راستے سے گذار کر لے آیا، خیال دل میں یہ کیا کہ یہ امامؑ جب ان غلاموں کو دیکھیں گے تو مرعوب ہو جائیں گے کہ میرے پاس ایسے غلام ہیں۔

بس ـــــ!

یہ متوکل امامؑ کو اُدھر سے لے آیا جہاں وہ خزری غلام کھڑے تھے، اس کے ذہن میں

یہ بات تھی کہ جب امامؑ میرے غلاموں کو دیکھیں گے تو مرعوب ہوں گے، مگر اس متوکل کو اتنا بھی معلوم نہ تھا کہ جس امامؑ کے بیٹے کا نام عسکریؑ ہو۔ لشکر والا۔ وہ مرعوب کیسے ہوسکتا ہے، لیکن ہوا یہ کہ جب یہ لے کر آیا ان غلاموں کے سامنے تو جونہی غلاموں کی نظر امامؑ پر پڑی، تو سارے غلام سجدے میں گر گئے۔ جب متوکل نے نہ منظر دیکھا تو اپنے دربان سے کہا۔ ارے ! یہ کیا ہوگیا انھوں نے مجھے سلام تک نہ کیا اور یہ امامؑ آج آئے ہیں انہیں سجدہ کردیا، پتہ کر اندر سے بات کیا ہے ؟

اُس نے کہا ٹھیک ہے مَیں پتہ کرتا ہوں۔

جب امامؑ چلے گئے، یہ متوکل بھی چلا گیا تو اسی دربان نے غلاموں کو بُلایا اور کہا۔ اے غلاموں ! مجھے یہ بتاؤ کہ سب کچھ میں نے تمہیں سکھایا، یہاں تک پہنچایا۔ متوکل کو سلام کرنے کا طریقہ مَیں نے بتایا لیکن آج ایک اجنبی آیا اور تم نے اُسے سجدہ کردیا ؟

غلاموں نے کہا۔ اُنھیں اجنبی نہ کہو، وہ تو ہمارے امامؑ ہیں، وہ اولی الامر ہیں، جانشینِ رسولؐ ہیں۔ حجتِ خدا ہیں۔

دربان سمجھ گیا کہ شیعہ ہیں اور پھر فوراً کہا۔ اب تم چلے جاؤ۔

وہ چلے گئے۔ دربان فوراً گیا اور جا کے متوکل سے کہا کہ یہ غلام تو شیعہ ہیں۔

متوکل نے کہا۔ اِن تمام کو جا کر ذبح کردو، اگر تو نے اِن کو ذبح نہ کیا تو مَیں تجھے ذبح کرا دوں گا۔ دربان نے اُن غلاموں کو ذبح کروادیا، وہ محبت امامؑ میں ذبح ہوگئے۔ جب ذبح ہوگئے اور شام کے وقت وہ دربان گیا امامؑ کو ملنے کے لئے تو امامؑ نے فرمایا۔ اے دربان !

اُن پچاس غلاموں کے ساتھ تم نے کیا سلوک کیا ؟

کہا۔ہم نے اُنھیں ذبح کر دیا ہے۔

امامؑ نے کہا تو اُن کو زندہ دیکھنا چاہتا ہے۔؟

اُس نے کہا سرکارؑ وہ تو ذبح ہو گئے ہیں۔فرمایا۔سنو !ذبح کرنا تھا تمہارا فعل، زندہ کرنا ہمارا اختیار ہے۔

اَب امامؑ نے فرمایا۔کیا تو زندہ دیکھنا چاہتا ہے ؟

کہا۔ہاں سرکارؑ !

فرمایا۔یہ ساتھ والے کمرے میں جاؤ۔ساتھ والے کمرے کا جونہی دربان نے پردہ ہٹایا تو کیا دیکھا کہ 50 غلام بیٹھے ہوئے ہیں اور کچھ پھل کھا رہے ہیں جو پھل اُس نے کبھی نہیں دیکھے تھے۔

اُس نے کہا۔سرکارؑ !اُن کو مَیں نے دیکھا لیکن یہ جو پھل کھا رہے ہیں یہ مَیں نے پہلی مرتبہ دیکھے ہیں۔یہ پھل کہاں سے آئے ہیں ؟

فرمایا۔جہاں سے یہ ہو کے آئے ہیں وہیں کے تو پھل ہیں۔کہاں سے ہو کر آئے ہیں؟ جنت سے۔

معلوم ہوتا ہے کہ جو امامؑ کی محبت میں مر جائے تو سیدھا جنت میں جاتا ہے۔

میرے بھائیو۔۔۔۔!

یہ کہہ کے میرے امامؑ نے فرمایا:اے دربان !

مجھے پوچھو کہ مَیں نے ان کو کیوں زندہ کیا۔

کہا۔سرکارؑ ! ارشاد فرمائیں۔

فرمایا۔۔۔متوکل ہمارا دشمن ہے،ان غلاموں نے میرے دشمن کے سامنے میری تعظیم

کی ہے، اگر زندگی چاہتے ہو تو تعظیم کرو۔۔۔(نعرہ حیدری)

ذکر مصائب

بس۔۔۔۔۔!

آج کی رات میرے امامؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا۔

اے میرے صحابیو !آج کی رات یہ تمہاری آخری رات ہے۔

عزادارو۔۔۔آل محمدؑ کے غم میں ایسے رویا کریں جیسے بوڑھی عورت جوان بیٹے کے لاشے پہ روتی ہے۔

آج کی رات امامؑ نے چراغ بجھا دیا اور جب پھر جلایا تو سارے بیٹھے ہوئے تو تے فرمایا۔ جاتے کیوں نہیں؟

کہا۔ زہراؑ کی بیٹیاں ساتھ لے آئے ہیں ہم ان کو چھوڑ کے چلے جائیں، ہم چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔ اُس وقت میرے امامؑ نے نانا رسولؐ کو یاد کر کے کہا تھا۔ نانا ؐ تجھے بھی صحابی ملے تھے، تو نکلا تا تھا وہ آتے نہیں۔ مَیں انہیں بھیجتا ہوں یہ جاتے نہیں۔

اس رات امامؑ نے فرمایا۔ یہ تمہاری آخری رات ہے۔ اب امامؑ آدھی رات کے بعد، نماز تہجد کے بعد جب نکلے اپنے خیمے سے دائیں بائیں دیکھا۔ اس کے بعد سیدھا میدان کی طرف چلے۔ یہ منظر جناب نافع دیکھ رہے تھے، انھوں نے سوچا کہ اگر امامؑ دشمن کی طرف جا رہے ہیں اور کچھ ہو گیا مَیں جناب زینبؑ کو کیا منہ دکھاؤں گا۔

بس۔۔۔ یہ تصور کر کے وہ امامؑ کے پیچھے چل پڑا۔ جونہی امامؑ نے محسوس کیا کہ کوئی آ رہا ہے تو فرمایا ابن ترید یا نافع۔ نافع !کہاں کا ارادہ ہے ؟

کہا۔مولاؑ !مَیں آپکے ساتھ جانا چاہتا ہوں۔اب امامؑ نے نافع کا ہاتھ پکڑ لیا، چلتے چلتے ،ایک جگہ آئی امامؑ رُکے اور فرمایا۔نافع !کیا تو اس جگہ کو جانتا ہے۔؟

نافع نے کہا۔مولاؑ !مَیں نہیں جانتا۔

فرمایا۔یہ وہ جگہ ہے جہاں میرا اکبرؑ گھوڑے سے زمین پر آئے گا۔

اللہ اکبر۔

نافعؓ بھی رونے لگا۔امامؑ بھی رونے لگے۔

اب آگے بڑھے دوسری جگہ آئی اور فرمایا۔یہاں میرے عباسؑ کا پہلا بازو گرے گا۔

پھر آگے گئے اور فرمایا۔یہاں میرے عباسؑ کا دوسرا بازو گرے گا۔

پھر آگے بڑھے فرمایا۔یہاں میرا قاسمؑ گھوڑے سے گرے گا۔

عزادارو۔۔۔۔۔

چلتے چلتے امامؑ ایک نشیبی جگہ پر آکر بیٹھے اور فرمایا۔اس جگہ کو جانتا ہے ؟

کہا۔مولا !مَیں نہیں جانتا۔

فرمایا هذه مقتلي ۔یہ میری قتل گاہ ہے،یہ میرے ذبح ہونے کا مقام ہے۔

پھر امامؑ نے فرمایا۔

نافعؓ !پوچھو مجھ سے کہ مَیں آدھی رات کو یہاں کیوں آیا ہوں ؟

کہا۔مولاؑ ! فرمائیں۔

فرمایا۔ابھی نماز تہجد کے بعد ذرا سی میری آنکھ لگی تو خواب میں ماں زہراؑ آئیں ،مجھے آکر فرمایا۔حسینؑ بیٹا !تیری قتل گاہ سے مَیں نے پتھر ہٹا دیئے ہیں تا کہ کوئی پتھر تجھے تکلیف نہ پہنچائے۔

عزادارو۔۔۔!

مَیں کہوں گا۔آپ اتنی تکلیف برداشت نہیں کرتی۔اللہ جانے نیزے لگتے ہوئے کیسے دیکھے۔

اَب جب امامؑ واپس آئے تو امامؑ نے ہر خیمے میں چلنا شروع کیا۔چلتے چلتے جناب زینبؑ عالیہؑ کے خیمے میں آئے۔دیکھا کہ دونوں شہزادوں کو بٹھا کر بی بیؑ کہہ رہی ہے۔بیٹا !کل ایسے جہاد کرنا کہ دشمن کو پتہ چل جائے حیدر کرارؑ کے نواسے ہیں۔

جناب اُم فروہ کے خیمے میں آئے،بی بیؑ کہہ رہی تھی۔بیٹا !کل علی اکبرؑ سے پہلے تیرا جنازہ آجانا چاہیے۔

کہا۔لمّاں !کل میدان میں تو جانے دے۔اگر میرا لاشہ آنے کے لائق نہ ہوا۔تو پھر دیکھ لینا۔

عزادارو۔۔۔۔!

اب جو امامؑ آگے گئے تو آگے بی بیؑ ام لیلیٰؑ کا خیمہ تھا۔

کیا دیکھا امامؑ نے ؟ایک چراغ لیکر علی اکبرؑ کی ماں بیٹے کا چہرہ دیکھ رہی ہے۔

امامؑ نے فرمایا۔ام لیلیٰؑ !کیا کر رہی ہے ؟

کہا۔مولاؑ !اکبرؑ آج کی رات کا مہمان ہے۔مَیں چاہتی ہوں کہ ساری رات اکبرؑ کو دیکھتی رہوں۔

بس۔۔۔۔!

اَب جو خیمے سے نکلے تو دیکھا کہ اذان کا وقت ہو چکا ہے۔

فرمایا۔بیٹا علی اکبرؑ !

آج اذان تم نے دینی ہے تا کہ تمہاری آواز دشمن بھی سنے۔ مائیں، بہنیں بھی سنیں۔

عزادارو۔۔۔!

جب جناب علی اکبرؑ گلدستہ اذان پر آئے، اذان دینے سے پہلے آسمان کی طرف دیکھ کر اس ہوا سے کہا۔ اے ہوا ! امامؑ کا بیٹا تجھ سے ایک سوال کرتا ہے۔

آواز آئی۔ علی اکبرؑ ! کیا کہنا چاہتے ہو ؟

فرمایا۔ مَیں اذان دیتا ہوں، میری اذان کی آواز مدینے پہنچا دو۔

بس اعزادارو۔۔۔!

علی اکبرؑ نے اذان شروع کی۔ ہوا نے یہ آواز مدینہ میں اس وقت پہنچائی جب فاطمہؑ صغریٰ علی اکبرؑ کے قدموں کے نشانوں پہ منہ رکھے ہوئے سوئی تھی۔

جیسے آواز صغریٰ کے کانوں میں پہنچی، فوراً دوڑ کے کہا۔ نانی اُم سلمہؑ! مبارک ہو۔ میرا اکبرؑ آ گیا۔ ناناؐ کے روضے پر اذان دے رہا ہے۔

اَب جو آئی تو کیا دیکھا کہ چراغ بجھے ہوئے ہیں۔ روضہ ہل رہا ہے۔ آواز آئی۔ اے فاطمہؑ صغریٰ !

یہ اذان کی آواز مدینہ سے نہیں، کربلا سے آرہی ہے۔

**و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔**

Presented by Ziaraat.Com